1101

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 2- ستمبر 2013

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سوالات

(محکمہ امورِ پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

"گندم کی امدادی قیمت کی تجاویز پر عام بحث جاری رہے گی"

1103

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

سوموار،2۔ستمبر2013

(یوم الاثنین،25۔شوال المکرم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں سہ پہر3بج کر ایک منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَ
اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ
الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ
يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾

سورۃ الزُّمَر آیات 74تا75

وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے وعدہ کو ہم سے سچا کر دیا اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا ہم بہشت میں جس مکان میں چاہیں رہیں تو (اچھے) عمل کرنے والوں کا بدلہ بھی کیسا خوب ہے(74)اور تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرد گھیرا باندھے ہوئے ہیں(اور)اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں۔اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو سارے جہان کا مالک ہے(75)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

یہ ناز یہ انداز ہمارے نہیں ہوتے
جھولی میں اگر ٹکڑے تمہارے نہیں ہوتے
ملتی نہ اگر بھیک ہمیں آپ کے دَر سے
اس شان سے منگتوں کے گزارے نہیں ہوتے
بے دام ہی بِک جائیے بازارِ نبیؐ میں
اس شان کے سودے میں خسارے نہیں ہوتے
ہم جیسے نِکموں کو گلے کون لگاتا
سرکار اگر آپ ہمارے نہیں ہوتے

حلف

نو منتخب ممبران اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں اس معزز ایوان کے نو منتخب ممبران جو اس ایوان میں تشریف لائے ہیں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 65 اور 127 کے تحت پہلے آپ کا حلف ہونا ہے اور جن ممبران کے نام نوٹیفکیشن میں آئے ہیں وہ 12 ہیں۔ ان میں چودھری سرفراز افضل، جناب آزاد علی تبسم، چودھری اختر عباس بوسال، خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ، خواجہ سلمان رفیق، چودھری گلزار احمد گجر، رانا بابر حسین، جناب احمد علی خان دریشک، سردار علی رضا خان دریشک، جناب حماد نواز خان ٹیپو، رئیس محمد محبوب احمد اور مخدوم سید علی اکبر محمود شامل ہیں۔ میں ان سے کہوں گا کہ وہ اپنی نشستوں کے سامنے کھڑے ہو جائیں اور حلف لیں۔ جو صاحبان یہاں موجود ہیں وہ اپنی اپنی نشستوں کے سامنے کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر مندرجہ ذیل آٹھ معزز ممبران نے حلف لیا اور حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
1۔	جناب آزاد علی تبسم	پی پی۔51 فیصل آباد 1
2۔	چودھری اختر عباس بوسال	پی پی۔118 منڈی بہاؤالدین 3
3۔	خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ	پی پی۔123 سیالکوٹ 3
4۔	خواجہ سلمان رفیق	پی پی۔142 لاہور 6
5۔	چودھری گلزار احمد گجر	پی پی۔161 لاہور 52
6۔	رانا بابر حسین	پی پی۔217 خانیوال 6
7۔	رئیس محمد محبوب احمد	پی پی۔289 رحیم یار خان 5
8۔	مخدوم سید علی اکبر محمود	پی پی۔292 رحیم یار خان 8

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ منتخب ممبران جو اس وقت ایوان میں تشریف فرما ہیں، میں ان سے گزارش کروں گا کہ اگر وہ دو چار منٹ کے لئے بات کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔
Order please. Order in the House. Rana Babar Hussain Sahib!

رانا بابر حسین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔۔۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

رانا بابر حسین: جناب والا! میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے اس معزز ایوان کا دو دفعہ ممبر بننے کا موقع فراہم کیا۔ اس کے بعد میں اپنی لیڈر شپ کا بھی انتہائی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھ پر اعتماد کیا اور مجھے پاکستان مسلم لیگ (ن) کا ٹکٹ دیا، اس کے علاوہ میں اپنے حلقہ کے عوام کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے ضمنی انتخابات ہونے کے باوجود، آپ جانتے ہیں کہ ضمنی انتخابات میں کوئی دَم خم نہیں ہوتا اور لوگ بالکل خاموشی سے بیٹھے رہتے ہیں جس کا مظاہرہ آپ نے بہت سے حلقوں میں دیکھا بھی ہوگا لیکن میں اپنے حلقہ کی عوام کا مشکور ہوں جنہوں نے اس الیکشن میں مجھے پاکستان میں سب سے زیادہ lead سے کامیاب کروایا، چونکہ وقت کم ہے، میں آخر میں یہ دعا بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ تمام کام کرنے کی توفیق دے جس کے لئے ہمارے حلقہ کی عوام نے ہم پر اعتماد کیا ہے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ خواجہ منشاء اللہ بٹ!

خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں خدائے بزرگ و برتر کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے آپؐ کے صدقے میں مجھے کامیابی عطا فرمائی اور میں اپنے حلقہ کے تمام احباب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری کامیابی میں ساتھ دیا اور 11۔ مئی کے بعد 22۔ اگست کو میرے حلقہ انتخاب نے پہلے بھی میاں محمد نواز شریف کو ووٹ دیا اور اس کی قیادت پر اعتماد کیا اور 22۔ اگست کو بھی انہوں نے میاں محمد نواز شریف کی قیادت پر اعتماد کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس ایوان اور پورے پنجاب میں تعمیر و ترقی کے سفر میں ساتھی بن کر آگے بڑھیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ میاں محمد شہباز شریف کی ولولہ انگیز قیادت میں اس ملک اور صوبے کے تمام مسائل حل کرنے کی کوشش کریں گے، لوگوں کی محرومیوں کو ختم کر کے ان کی خوشیوں میں اضافہ کرنے کی بھرپور انداز میں کوشش کریں گے اور ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھیں گے کہ ہم سب کو بھی اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر اپنا حساب دینا ہے اپنے نامہ اعمال کا حساب دینا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ مہربانی فرمائی ہے تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کریں اور اس ایوان میں ایسے قانون پاس کریں جن سے لوگوں کے لئے مزید آسانیاں پیدا ہوں

اوران کے لئے خوشیاں بکھیر سکیں۔اللہ تعالیٰ آپ کا، میرااور اس ایوان میں تمام احباب کا حامی و ناصر ہو۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی،آزاد علی تبسم صاحب!

جناب آزاد علی تبسم: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر و معزز ممبران اسمبلی اسلام علیکم! میں سب سے پہلے اللہ رب العزت کی ذات کا انتہائی شکر گزار ہوں جس کی رحمتوں اور لطف و کرم سے آج مجھے یہ عزت نصیب ہوئی۔اس کے بعد میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف، مسلم لیگی قائدین خصوصاً مڈل ایسٹ کے صدر جناب نورالحسن تنویر اور چودھری الطاف صاحب کا انتہائی ممنون ہوں جنہوں نے مجھ جیسے ایک عام کارکن کو پارٹی ٹکٹ سے نوازا۔میں اللہ رب العزت کے بعد اپنے حلقہ کی عوام کا انتہائی شکر گزار ہوں جنہوں نے میاں محمد نواز شریف سے انتہائی محبت اور پیار کا اظہار کرتے ہوئے مجھ جیسے ایک عام کارکن پر اعتماد کیا اور مجھے منتخب کر کے ایوان میں بھیجا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری کوشش ہو گی کہ میں اپنے حلقہ کے عوام اور اس ملک و قوم کی خدمت کے لئے جو مقاصد لے کر آیا ہوں اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے اپنی پارٹی کے منشور کے مطابق عوام کی خدمت کروں۔شکریہ (نعر ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، رئیس محبوب احمد صاحب!

رئیس محمد محبوب احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔بہت شکریہ۔جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے مجھے موقع دیا کہ میں حلقہ پی پی۔289 کی خدمت کر سکوں۔یہ حلقہ میرے گھر سے پچاس میل دور خانپور ضلع رحیم یار خان کا ہے انہوں نے ثابت کیا ہے کہ وہ میاں محمد نواز شریف سے پیار کرتے ہیں، میاں محمد شہباز شریف سے پیار کرتے ہیں اور انہوں نے مجھے وہاں سے منتخب کیا۔انشاء اللہ میں اس حلقے کی پوری طرح خدمت کرنے کی کوشش کروں گا۔آپ کا اور ایوان کے تمام ساتھیوں کا بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

سوالات

(محکمہ امورِ پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: آپ کا شکریہ۔ کوئی اور صاحب بات نہیں کرنا چاہتے۔۔۔اس دوران اگر کوئی نو منتخب ممبر صاحب آ جائیں تو مجھے اطلاع دی جائے تاکہ میں ان سے حلف لے سکوں۔ اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں آج کے ایجنڈے پر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔ جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں جو حالیہ اضافہ ہوا ہے اس حوالے سے اپوزیشن کے تمام پارلیمانی لیڈروں نے ایک قرارداد جمع کرائی ہے، یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے عام آدمی بالکل دہل کر رہ گیا ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ اس قرارداد کو out of turn لیا جائے اور وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ پٹرولیم مصنوعات میں یہ اضافہ واپس لیا جائے چونکہ اس سے غریب آدمی کی مشکلات میں بےپناہ اضافہ ہو گیا ہے۔ ٹرانسپورٹروں نے کئی گنا کرایہ بڑھا دیا ہے اور عام آدمی کے بس میں اب یہاں زندہ رہنا مشکل ہو گیا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ انتہائی اہم قرارداد ہے آپ اسے پہلے take up کر لیں ہم اسے منظور کروا کر وفاقی حکومت کو بھیجنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: میری گزارش ہے کہ آج لاء منسٹر صاحب یہاں نہیں ہیں، اسلام آباد میں جوڈیشل کمیشن کی کوئی important میٹنگ ہو رہی ہے اور وہ بتا کر گئے ہیں کہ میں آج نہیں آ پاؤں گا چونکہ میں سپریم کورٹ جا رہا ہوں۔ میرے خیال میں وہ آ جائیں تو پھر اسے take up کر لیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اسمبلی کا اجلاس چل رہا ہے اور آپ Chair کر رہے ہیں۔ اگر لاء منسٹر کی کوئی مجبوری ہے تو ان کے behalf پر ان کی جگہ پر کسی نہ کسی کو تو یہاں موجود ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جو بات ان سے متعلقہ ہے وہ تو وہی کر سکتے ہیں اور تو کوئی نہیں کر سکتا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: ان کی جگہ کوئی اور منسٹر بات کر سکتا ہے، پارلیمانی سیکرٹری بھی کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تھوڑی بہت مجبوری سمجھ لیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ issue بھی تو بہت important ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ اب میں سوالات کا کیا کروں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوالات تھوڑے سے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس قرارداد پر کسی کو اختلاف نہیں ہو گا۔ اگر آپ پیش کر دیں گے اور یہ سب منظور کر لیں تو اس میں کوئی مشکل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگر اس پر کوئی adverse بات ہو گی تو پھر وہ اچھا لگے گا؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے یہ بات کرنی ہے کہ میرے خیال میں آج ایوان پانچ بجے شروع ہوا ہے لیکن ہم تو تین بجے آ گئے تھے۔

جناب سپیکر: آپ کا یہ خادم ٹھیک دو بجے یہاں تھا۔ ہمیں اس کی اطلاع پہلے نہیں دی گئی تھی جب ہمارے پاس نوٹیفکیشن پہنچا تو پھر ہم نے سب کو اطلاع دی ہے۔ نوٹیفکیشن کے بعد ہم نے مکمل طور پر تمام حضرات سے رابطہ کرنے کے لئے دو طرف سے ٹیلیفون کرنے کا سلسلہ شروع کیا تھا لیکن ان میں دو صاحبان کے ہمارے پاس جو ٹیلی فون نمبرز تھے وہ بند ہیں ان سے ہمارا رابطہ نہیں ہو پایا باقی سب کو میرے دفتر نے اطلاع دی ہے اس وجہ سے ہمیں ان کا تھوڑا سا انتظار کرنا پڑا۔ آپ کو محسوس تو ہوا ہو گا لیکن I am sorry for that in future انشاء اللہ معاملات ٹھیک ہوں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری submission یہ ہے کہ آپ پورے ٹائم پر آ جائیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: میں ٹائم سے پہلے ٹھیک دو بجے اپنے چیمبر میں موجود تھا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میری درخواست ہے کہ آپ پورے ٹائم پر Chair پر تشریف لے آئیں گے تو اپوزیشن commitment دیتی ہے کہ کوئی کورم point out نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ وہ آپ کا حق ہے۔ میں ایسا compromise نہیں کروانا چاہتا اور کرنا بھی نہیں چاہتا۔ وہ آپ کو قانون، ضابطے اور رولز نے اختیار دیا ہوا ہے۔ میں آپ کو کیوں کہوں کہ ایسا نہیں ہو گا۔ وہ آپ کی مرضی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ مکرر درخواست ہے کہ آپ قرارداد پیش فرمادیں اور ایوان منظور کر لے گا۔

جناب سپیکر: اس طرح نہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ ابھی آپ کی قرارداد میرے پاس آئی ہی نہیں تھی۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر سید وسیم اختر قرارداد کی کاپی جناب سپیکر کو
دینے کے لئے ڈائس کے پاس آئے)

آپ ایسے نہ کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ہم نے جمع کرائی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ بی بی! You are not allowed now. You are not allowed now. Let him speak جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پٹرولیم مصنوعات کا اہم مسئلہ ہے۔ یہ اٹھارہ کروڑ عوام کا مسئلہ ہے۔ میرے خیال کے مطابق اگر یہاں لاء منسٹر موجود نہیں ہیں تو وزیر صحت بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ وزیر صحت اس میں کیا کریں گے؟ جن باتوں کا جواب لاء منسٹر نے دینا ہے وہ یہ نہیں دے سکتے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اس قرارداد پر اس معزز ایوان کے کسی ممبر کو اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں! جہاں سے یہ معاملات چلتے ہیں وہاں آپ کی تمام پارٹیوں کے ممبران موجود ہیں وہ وہاں بات کر سکتے ہیں۔ اگر ایوان میں کوئی بات الٹ ہو گئی تو پھر وہ اچھی نہیں لگے گی۔ آپ کچھ کہیں گے اور وہ کچھ کہیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! الٹ ہو گئی کا مطلب یہ ہے کہ آپ حکومتی بنچوں سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس قرارداد کے خلاف ووٹ ڈالیں گے تو ہمیں منظور ہے۔

جناب سپیکر: یقیناً آپ کو منظور ہو گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم یہ چاہتے ہیں کہ آج پتا چلے کہ عوام کے حقوق کا نگہبان کون ہے؟ مہنگائی بڑا اہم مسئلہ ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر وزیر قانون نہیں ہیں تو ہم دس پندرہ منٹ انتظار کرتے ہیں۔آپ کسی on duty Minister سے پوچھیں،اُن سے گورنمنٹ کا مؤقف لے لیں۔یہ ایک genuine بات ہے۔اگر ہم پنجاب کے دس کروڑ عوام کے حقوق کی بات نہیں کرتے،اگر ہم ان کے مسائل کی بات نہیں کرتے اور اگر ہم کوئی جائز مسئلہ اسمبلی کے اندر نہیں اُٹھاتے تو پھر ہمیں یہاں بیٹھنے کا کوئی حق نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے لہذا اس حوالے سے ہماری قرار داد وفاقی حکومت کو بھجوائی جانی چاہئے۔ ہم چُپ کر کے یہ برداشت نہیں کریں گے کہ ہر مہینے mini-budget آ جائے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت نے پانچ سالوں میں وہ کچھ نہیں کیا جو کہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے نوے دن کے اندر کر دیا ہے۔پٹرولیم کی قیمتوں میں یہ تیسرا اضافہ ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ روش ٹھیک نہیں ہے۔ ہمیں یہاں پر اس حوالے سے بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔آپ اس قرار داد پر voting کرائیں۔ حکومتی ممبران کو اجازت ہے کہ وہ اس کے حق میں اپنی رائے نہ دیں۔آپ بے شک اس قرارداد کو مسترد کر دیں تاکہ یہ لوگ expose ہوں کہ عوام کے حقوق کی کون بات کرتا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ جو کہہ رہے ہیں میں ایسی بات نہیں کرنا چاہتا۔ یہ وفاقی معاملہ ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! حزب اختلاف کا یہ قانونی حق ہے کہ وہ عوام کے حقوق کی بات کرے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس کام کے لئے حزب اختلاف کے ممبران اس ایوان میں آئے ہیں وہ کام ہمیں کرنے دیا جائے۔ معزز ممبران حزب اقتدار کو پورا حق ہے کہ وہ ہم سے اختلاف کریں اور اگر ہم غلط بات کہہ رہے ہیں تو اس کو مسترد کر دیں لیکن خُدا کے لئے ہم سے بولنے کا حق نہ چھینا جائے۔

جناب سپیکر: مجھے rules اس کی اجازت نہیں دیتے۔ یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے۔ جب مشترکہ بات ہو گی تو پھر اس کو take up کریں گے۔آپ تشریف رکھیں۔ میاں نصیر احمد کا سوال ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہمیں عوام کے حقوق کی بات نہیں کرنے دی جا رہی اس لئے ہم اجلاس کی کارروائی کا حصہ نہیں بن سکتے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس قرارداد پر رائے شماری کرائی جائے۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

میاں صاحب! تشریف رکھیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہماری قرارداد کو take up کیا جا رہا ہے اور نہ ہی ہماری بات سنی جا رہی ہے اس لئے ہم احتجاجاً walkout کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ایسا نہ کریں۔ یہ اچھا نہیں لگے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاجاً ایوان سے walkout کر گئے)

میاں صاحب! صبح وزیر قانون صاحب آ جائیں گے تو پھر اس پر بات ہو جائے گی۔ میں نے آپ کو اجازت دی اور آپ نے اس پر مفصل بات بھی کر لی۔ ایسے walkout کرنا مناسب نہیں ہے۔ ہمیں یہ قرارداد take up کرنے کی rules اجازت نہیں دیتے اس کے باوجود بھی آپ walkout کر گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ قانون کے خلاف dictate کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میاں نصیر احمد کا سوال ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔ محترمہ! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ اور خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ صاحب جائیں اور حزب اختلاف کے معزز دوستوں کو ایوان میں واپس لے کر آئیں۔ جی، عائشہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 339 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے والے فارموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*339: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب میں دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے کتنے فارم موجود ہیں ان کے نام اور مقامات کے حوالے سے تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا مذکورہ فارموں میں ریسرچ ورک بھی کیا جا رہا ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت پرائیویٹ فارموں کے قیام کے لئے پرائیویٹ لوگوں کو سہولیات بھی دیتی ہے اگر ہاں تو سہولیات کے متعلق ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) صوبہ پنجاب میں کل 22 لائیو سٹاک تجرباتی فارمز کام کر رہے ہیں جن میں سے 18 فارموں پر دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے جانور پالے جاتے ہیں۔ یہ فارمز درج ذیل مقامات پر واقع ہیں:۔

1۔ لائیو سٹاک تجرباتی فارم فاضل پور تحصیل راجن پور، ضلع راجن پور
2۔ لائیو سٹاک تجرباتی فارم رکھ غلاماں، تحصیل کلور کوٹ، ضلع بھکر
3۔ لائیو سٹاک تجرباتی فارم خوشاب تحصیل خوشاب ضلع خوشاب
4۔ لائیو سٹاک تجرباتی فارم، کلور کوٹ تحصیل کلور کوٹ ضلع بھکر
5۔ لائیو سٹاک تجرباتی فارم جگائیت پیر تحصیل خیرپور ٹامیوالی ضلع بہاولپور
6۔ لائیو سٹاک تجرباتی فارم شیر گڑھ تحصیل اوکاڑہ ضلع اوکاڑہ
7۔ لائیو سٹاک تجرباتی فارم بھونیکی تحصیل پتوکی ضلع قصور
8۔ لائیو سٹاک تجرباتی فارم چک کٹورہ تحصیل حاصل پور ضلع بہاولپور
9۔ لائیو سٹاک تجرباتی فارم ہارون آباد ضلع بہاولنگر
10۔ لائیو سٹاک تجرباتی فارم جہانگیر آباد ضلع خانیوال
11۔ لائیو سٹاک تجرباتی فارم خیری مورت ضلع اٹک
12۔ لائیو سٹاک تجرباتی فارم رکھ ڈیرہ چاہل ضلع لاہور
13۔ لائیو سٹاک تجرباتی فارم بہادر نگر ضلع اوکاڑہ
14۔ لائیو سٹاک تجرباتی فارم قادر آباد ضلع ساہیوال
15۔ لائیو سٹاک تجرباتی فارم رکھ ماہنی ضلع بھکر
16۔ لائیو سٹاک تجرباتی فارم اللہ داد ضلع خانیوال
17۔ لائیو سٹاک تجرباتی فارم رکھ خیر یوالا ضلع لیہ
18۔ لائیو سٹاک تجرباتی فارم خضر آباد ضلع سرگودھا

(ب) ان فارموں پر کئے جانے والے ریسرچ ورک کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ جانوروں کی خالص علاقائی نسلوں کو محفوظ کرنا۔

2۔ اعلیٰ اوصاف کے حامل سانڈ بیل / بکرے اور چھترے پیدا کرنا۔
3۔ اچھی قسم کے نر اور مادہ جانور پیدا کرنا۔
4۔ پروجنی ٹیسٹنگ پروگرام کے لئے ساز گار ماحول پیدا کرنا۔
5۔ لائیو سٹاک کی بہتری اور سبز چارہ کی فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لئے جدید طریقے اپنانا۔
6۔ حیوانات کی ادویات اور حیاتیاتی عوامل پر تحقیق کرنا۔
7۔ صوبہ بھر میں موجود تعلیمی اور تحقیقاتی اداروں کو تحقیق کے لئے سہولیات مہیا کرنا۔

(ج) پرائیویٹ فارموں کے قیام کے لئے صوبہ بھر کے ویٹرنری ہسپتالوں میں تعینات ویٹرنری ڈاکٹرز، سرکاری فارمز پر تعینات عملہ اور 16 کو پر روڈ پر قائم ہیلپ لائن ہمہ وقت لوگوں کو پرائیویٹ فارمز کے قیام سے متعلقہ ہر طرح کی معلومات مہیا کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی کے زیر اہتمام دو منصوبوں پر کام ہو رہا ہے۔ Save The calf اور Feed Lot Fattening کے نام سے جاری ان منصوبوں کے تحت فارم کی تعمیر کے لئے ٹیکنیکل گائیڈ لائن، فارم کے جانوروں کی فری ٹیگنگ، فری ویکسینیشن کے علاوہ چھ ماہ کی عمر تک کامیابی سے پالے جانے والے کٹڑوں / بچھڑوں کی تعداد کے مطابق فی بچھڑا -/3200 روپے جبکہ چار ماہ کے عرصہ تک فیٹننگ کرنے پر فی جانور -/1500 روپے ادا کئے جاتے ہیں۔

لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کے زیر اہتمام فارمرز کو مصنوعی نسل کشی کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ مختلف اضلاع میں خواتین کو تربیت فراہم کی گئی ہے تاکہ وہ فارمرز کو ان کی دہلیز پر جانوروں کی صحت اور خوراک سے متعلق مشورے دے سکیں۔ فارمرز کو سائیلیج کے فوائد سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ سائیلیج تیار کر کے مناسب نرخوں پر فراہم کیا جاتا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں یہ کہا گیا ہے کہ "صوبہ پنجاب میں کل بائیس لائیو سٹاک تجرباتی فارم کام کر رہے ہیں۔" ان میں سے محکمہ نے صرف اٹھارہ تجرباتی فارموں کا ذکر کیا ہے اور ان کے حوالے دیئے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ باقی چار فارم کہاں ہیں اور وہ کس حوالے سے کام کر رہے ہیں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کی وساطت سے نو منتخب ممبران کو مبارکباد دوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح دی اور وہ

اس ایوان کے ممبر بنے ہیں۔ میری معزز بہن نے جو ضمنی سوال پوچھا ہے اس حوالے سے عرض کروں گا کہ چار فارم lease out کر دیئے گئے تھے۔ یہ فارم آج lease out نہیں ہوئے بلکہ جب سے محکمہ لائیو سٹاک establish ہوا، غالباً 1973 سے یہ lease out ہوئے ہیں۔ یہ معاملہ litigation میں ہے اور محکمہ کی خواہش بھی یہی ہے کہ یہ فارم ہمیں واپس مل جائیں لیکن یہ کوئی آسان کام نہیں۔

جناب سپیکر: یہ معاملہ litigation میں ہے۔.The matter is subjudice in the court

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! جواب کے جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ "پرائیوٹ فارموں کے قیام کے لئے صوبہ بھر میں ویٹرنری ہسپتالوں میں تعینات ویٹرنری ڈاکٹر اور عملہ سہولیات فراہم کر رہا ہے" تو منسٹر صاحب بتانا پسند کریں گے کہ یہ کس صورت میں سہولیات فراہم کر رہا ہے، کیا ان پرائیویٹ فارموں کے لئے مفت ادویات فراہم کی جا رہی ہیں یا ان سے payment لی جا رہی ہے؟

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ان پرائیویٹ فارموں کو جو بھی facility دی جاتی ہے وہ free of cost ہے۔ ہمارے جتنے بھی ویٹرنری سنٹرز، ڈسپنسریاں یا ہسپتال ہیں وہ سارے کے سارے انہیں free of cost information دیتے ہیں اس کے لئے ہم نے ایک helpline establish کی ہوئی ہے جو ہمہ وقت ان کو سہولت مہیا کرتی ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: کیا اس helpline کا نمبر مل سکتا ہے؟

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): میں ان کو helpline کا نمبر فراہم کر دوں گا۔ یہ سنٹر 16۔ کوپر روڈ پر ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کیا حکومت Public Private Partnership کے تحت کچھ اراضی بھی فراہم کرتی ہے یا نہیں؟

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): محترمہ! مہربانی کر کے اپنا سوال دہرا دیں؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں نے آپ کی وساطت سے یہ عرض کیا ہے کہ کیا Public Private Partnership کے تحت حکومت کچھ اراضی بھی دے رہی ہے؟ پچھلے عرصہ میں ہماری

نظروں کے سامنے سے کچھ ایسے اشتہارات گزرے ہیں کہ حکومت لائیو سٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ کے اوپر کچھ زمینیں فراہم کرتی رہی تو میرا یہ سوال ہے کہ کیا حکومت اب بھی زمین دے رہی ہے یا نہیں ؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ہم نے جو زمین lease out کی ہوئی ہے اُس کے علاوہ مزید کوئی زمین lease out کرنے کے حوالے سے ہمارے زیر غور کوئی سکیم نہیں ہے۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! ڈیرہ غازی خان میں range land بھی موجود ہے، یہاں پر river line belts بھی ہیں اور یہاں پر پاکستان کی topography کا ہر قسم کا ریجن اور علاقہ اس ایک ضلع کے اندر خوش قسمتی سے پایا جاتا ہے اور ڈیرہ غازی خان ڈسٹرکٹ اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر بھی ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ آج تک یہاں پر کوئی ریسرچ سنٹر نہیں بنایا گیا اور یہ ایک بہترین جگہ ہے جہاں پر ریسرچ سنٹر بنایا جا سکتا ہے۔ کیا میں وزیر موصوف سے پوچھ سکتا ہوں کہ یہاں پر آج تک ریسرچ سنٹر کیوں نہیں بنایا گیا اور ڈیرہ غازی خان کو اس حوالہ سے consider کرنے کا حکومت کا کیا ارادہ ہے ؟

جناب سپیکر: جی، وزیر لائیو سٹاک!

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں نے اس سے پہلے پوچھے گئے سوال کے جواب میں ابھی گزارش کی تھی کہ ہمارے محکمہ کے پاس بائیس فارم موجود ہیں جنہیں ریسرچ سنٹرز کا نام بھی دیا جاتا ہے اُن میں سے چار فارم lease out ہیں اور اٹھارہ فارموں کی look after محکمہ لائیو سٹاک کر رہا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ابھی ہمارے پاس کوئی ایسی پالیسی موجود ہو جس کے تحت ہم فوری طور پر کوئی نیا فارم بنائیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں معزز ممبر کی بات اچھی ہے اس کو آپ نوٹ کر لیں اور محکمے کو ہدایت کر کے اس پر تھوڑی محنت کروائیں اگر آپ کے محکمے کے لئے یہ فائدہ مند ہو تو آپ اس کے لئے کوشش کریں۔

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! یہ فارم کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو چند کنال یا چند سو کنال زمین پر بن جانا ہے ایسا فارم ہزاروں ایکڑ پر بنتا ہے۔ ہمیں اپنی پوزیشن ideal بنانے کے لئے ہر وقت improvement کی ضرورت ہے لیکن ابھی فوری طور پر ہمارے پاس pipeline میں کوئی ایسی سکیم موجود نہیں ہے۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! میں اسی ضمن میں وزیر موصوف کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ڈیرہ غازی خان میں صوبائی حکومت کی ہزاروں ایکڑ اراضی موجود ہے اور وہاں پر لائیو سٹاک کے حوالے سے ریسرچ سنٹر بنانا انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں وہاں پر Suleman Mountain Range کا ایک بہت بڑا سلسلہ ہے، وہاں پر range land management ہے اور وہاں کے cattle دودھ اور گوشت کے لئے بہت ہی فائدہ مند ہیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ اس پر تحریک التوائے کار لائیں ہم حکومت سے اُس پر جواب لے لیں گے۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! بہت شکریہ

محترمہ سائرہ افتخار: جناب سپیکر! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سائرہ افتخار: جناب سپیکر! دودھ کے اندر Aflatoxin ایک بہت بڑا issue ہے۔ یہ ایک highly cancerous bacteria ہوتا ہے جو پھپھوندی والی خوراک سے جانور میں منتقل ہوتا ہے اور اُس کے بعد اُس جانور کے دودھ کو آپ جتنا مرضی boil کریں وہ bacteria مرتا نہیں ہے۔ جیلوں اور ہاسٹلز سے جو باسی روٹیاں جاتی ہیں اور دودھ دینے والے جانوروں کو ڈالی جاتی ہیں تو یہ cattle کی health کو بھی damage کرتا ہے اور آپ اُس جانور کے دودھ کو اگر دو گھنٹے تک بھی boil کریں گے تو Aflatoxin will never die اور یہ cancer کو spread کرنے میں hundreds time multiple ہے۔ کیا کوئی ایسا Feed Act ہے کہ جس کے ذریعے monitor کیا جائے کہ جو companies, live stock feed supply کر رہی ہیں اُن کو کسی SOP کے تحت PCSIR or any official body of government, check کر رہی ہے۔ Secondly چھوٹا فارم جو باسی روٹیاں یا بنولا اُبال کر دیتا ہے اُس کے اوپر جو پھپھوندی آتی ہے highly again it is carcinomic because it carries Aflotoxin تو basic form practices پر ہم چھوٹے farmers کی ٹریننگ کے لئے کچھ کر رہے ہیں؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(جناب بلال لیسین):جناب سپیکر!فارم کی feed کو پورا پورا examine کیا جاتا ہے۔ محترمہ کا point بڑا valid ہے تو یہ fresh question دے دیں تو محکمے سے اس کا جواب لے لیں گے۔

قاضی عدنان فرید:جناب سپیکر!جس طرح وزیر موصوف فرمارہے ہیں کہ فارمز کے لئے ہزاروں ایکڑ رقبے کی ضرورت ہوتی ہے چند کنال یا چند ایکڑ پر فارم نہیں بنایا جا سکتا۔بہاولپور ڈویژن جو تین اضلاع پر مشتمل ہے اس پورے ڈویژن کے لاکھوں ایکڑ کی جو belt ہے وہاں پر پچھلے پانچ سال میں اس قسم کے فارمز بنانے کی ایک تجویز بھی تھی اور یقیناً اُس کے لئے کچھ funds designate کئے گئے تھے تو 18 فارمز کی اس پوری لسٹ کے اندر مجھے چولستان کے حوالے سے کوئی ایک نام بھی نظر نہیں آ رہا جبکہ وہاں پر dairy and meat کا بے تحاشا potential ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چولستان کے اندر ان فارمز کی کیا صورت ہے اور اگر وہاں پر ابھی تک کوئی فارم نہیں بنا تو اُس زمین کو اس مقصد کے لئے utilize کرنے کے حوالے سے ان کا کوئی plan ہے؟

جناب سپیکر:جی،وزیر لائیو سٹاک!

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(جناب بلال لیسین):جناب سپیکر!معزز ممبر اس لسٹ کو تھوڑا سا observe کر لیں۔اس کے علاوہ انہوں نے یہاں پر funding کے حوالے سے تھوڑی سی بات کی تو یہ میرے ساتھ وہ نوٹس exchange کر لیں کہ اس مقصد کے لئے کتنی funding اور کب کی گئی تھی تاکہ میں اُس کو follow کر کے جہاں پر یہ چاہ رہے ہیں وہاں پر بنوا دیتے ہیں funding کا issue تو definite ہے۔

قاضی عدنان فرید:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال specific چولستان سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر:جی،وزیر لائیو سٹاک!

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ(جناب بلال لیسین):جناب سپیکر!یہ میرے بھائی ہیں اگر یہ چاہتے ہیں کہ چولستان میں بھی فارمز بنیں تو میں نے پہلے بھی بنیادی طور پر یہ بات کی ہے کہ ہمیں funds چاہئیں تو چونکہ یہ ابھی funds کی availability کی بات کر رہے تھے تو یہ مجھے بتادیں تو میں خود محکمے کو ہدایات دوں گا کہ اگر funds available ہیں تو چولستان میں محکمہ فارمز کیوں نہیں بنائے گا؟

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔Next two Question Nos. 550 & 555 جناب محمد عارف عباسی صاحب کے ہیں۔ وہ ابھی walkout کر کے گئے ہیں تو ان دونوں سوالات کو اُن کے آنے تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 636 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں گوشت کی پیداوار میں اضافہ کی تفصیلات

*636: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں حلال گوشت کی قلت روز بروز بڑھ رہی ہے جس کی وجہ سے حلال گوشت کی قیمتوں میں آئے روز اضافہ ہو رہا ہے؟

(ب) کیا حکومت حلال گوشت کی پیداوار میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال لیسین):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ پنجاب میں حلال گوشت کی کوئی کمی ہے اور نہ ہی ان کی قیمتوں میں آئے روز اضافہ ہو رہا ہے۔

(ب) جی ہاں! محکمہ امور حیوانات حکومت پنجاب حلال گوشت کی پیداوار میں اضافہ کے لئے مختلف سکیموں کے تحت دن رات کوشاں ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) کے اندر محکمے نے جواب دیا ہے کہ پنجاب میں حلال گوشت کی کوئی کمی ہے، نہ ہی اس کی قیمتوں میں روز اضافہ ہوتا ہے۔ اگر یہ بات درست مان بھی لی جائے تو City District Government recently نے پورے لاہور شہر میں تمام جگہوں پر بینرز آویزاں کر رکھے ہیں کہ مردہ، ناقص اور غیر حلال قسم کا گوشت مارکیٹ میں فروخت ہو رہا ہے لہذا عوام اس سے ہوشیار رہیں۔ اُس میں پانی لگا ہوا گوشت بھی شامل ہے اور ہر گوشت بیچنے والا اپنی مرضی کی قیمت لگا کر بیٹھا ہے تو میں محکمے کے اس جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں۔ وزیر موصوف اس چیز کو خود check کریں کہ آیا لاہور کے اندر یہ بینرز آویزاں ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میری بہن کی observation بالکل ٹھیک ہے مگر میں اس ایوان کی معلومات کے لئے عرض کرتا ہوں کہ لائیو سٹاک الگ محکمہ ہے لیکن جب سے میں نے محکمہ خوراک کا charge سنبھالا ہے اُس وقت سے یہ ساری کی ساری exercise غالباً شروع ہوئی ہے۔ اگر آپ ریکارڈ check کریں گے تو وہ dates سامنے آ جائیں گی۔ یہاں جو ناقص گوشت فروخت ہوتا تھا تو میں خود ذاتی طور پر ہوٹلوں اور ریسٹورانٹس پر جاتا ہوں، میں اپنے محکمہ کے افسران واہلکاران کو ساتھ لے کر جاتا ہوں اور موقع پر انہیں seal کرواتا ہوں۔ ہمیں اس کی بہت بڑی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔ میرے، آپ کے اور اس ایوان کے ممبران کے جاننے والے اپنے شہر کے لوگ ہیں جن کے کاروباری مراکز کو ہم اپنے ہاتھوں سے seal کروا رہے ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ صرف اور صرف اس وجہ سے کرواتے ہیں کہ اس شہر اور اس صوبہ میں بسنے والے لوگوں کو معیاری خوراک دستیاب ہو۔ ہم نے پہلے یہ کام چھوٹے علاقوں سے شروع کیا لیکن اس پر ہمیں بہت تنقید کا سامنا کرنا پڑا اور لوگوں نے کہا کہ جائیں اور posh علاقوں میں جا کر کارروائی کر کے دکھائیں۔ الحمد للہ ہم نے high profile جگہوں پر بڑی کامیابی سے raids کروائے اور روزانہ کی بنیاد پر یہ exercise چل رہی ہے۔ اس کارروائی کو میڈیا کے لوگ cover بھی کرتے ہیں۔ ہم نے اس کارروائی میں ابھی تک کسی ایک بندے یا جگہ کو بغیر سزا دیئے ہوئے re-open نہیں کیا۔

جناب سپیکر! میری بہن نے بینرز کی بات کی ہے تو یہ ان بینرز کے نیچے تھوڑا سا پڑھ لیں کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لکھا ہوا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ کے علم میں نہ ہو، گورنمنٹ نے ہی awareness campaign کے طور پر یہ بینرز لگوائے ہیں otherwise یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ کی مرضی کے بغیر بینرز لگ جائیں۔ اس کے لئے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ حلال گوشت کی کمی ہے میں اس بات سے اپنی معزز بہن سے differ کروں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران اپوزیشن واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر: Welcome۔ میرے خیال میں آپ کو اب ضمنی سوال کی ضرورت نہیں ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! جز (ب) پر میرا ضمنی سوال ہے۔

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! میرا بھی ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ خود محنت کیا کریں، یہ بات تو ٹھیک نہیں ہے کہ دوسروں کے سوال ہیں اور آپ اس پر پورا زور لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ خود محنت کیوں نہیں کرتے؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال لٰیسین): جناب سپیکر! میرا جواب مکمل نہیں ہوا میری بہن نے کہا ہے کہ میری سوال کے جواب سے تسلی نہیں ہوئی تو میں ان سے کہوں گا کہ ذرا غور سے سن لیں، اس سوال کے پہلے حصے کا جواب دینا چاہ رہا ہوں کہ جس میں انہوں نے کہا کہ حلال گوشت کی شاید کمی ہو گئی ہے تو اس کے لئے میں بتاتا چلوں کہ پاکستان غالباً دنیا میں milk and meat producing countries میں دسویں نمبر پر ہے۔ Punjab Agriculture and Meat Company (PAMCO) کچھ عرصہ پہلے establish ہوئی ہے۔ 2010 میں ہمارے چیف منسٹر صاحب نے اس کو establish کیا تھا اور اس کمپنی کا success rate یہ ہے کہ چار پانچ سال میں پاکستان میں meat and milk producing میں غالباً 50 فیصد کے قریب increase ہوئی ہے یہ بہت بڑی figure ہے۔ آپ اس چیز کو سمجھ سکتے ہیں۔ اس کمپنی کے بننے سے 50 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ یہ کمپنی کیا کر رہی ہے؟ یہ کس طرح farmer کو incentive دے رہی ہے اگر آپ مجھے اجازت دیں گے یا کوئی بھی بھائی یا ممبر سوال کرنا چاہیں گے تو میں اس میں detail بتانا چاہوں گا کہ اس کمپنی کی کیا performance ہے؟

جناب سپیکر: اس پر وقت زیادہ لگے گا۔ آپ مہربانی کریں اور ضمنی سوال کا ہی جواب دیں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال لٰیسین): جناب سپیکر! میں یہ ضرور کہوں گا کہ حلال گوشت کی shortage والی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! انہوں نے بہت تفصیل سے بات بتائی ہے لیکن یہ حقیقت کے برعکس ہے جو یہ ایوان کو بتا رہے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ عام آدمی کی پہنچ سے بکرے اور گائے کا گوشت دور ہے۔ میں ضمنی سوال کے ذریعے منسٹر صاحب کے علم میں بات لے کر آئی ہوں کہ عوام کی آواز سنیں۔ اس سوال کے جز (ب) کا جواب دیا گیا ہے کہ حلال گوشت کی پیداوار میں اضافے کے لئے مختلف سکیموں کے لئے دن رات محنت کی جا رہی ہے۔ یہ چند ایک سکیموں کے نام ہی اس ایوان میں بتا دیں کہ گوشت کی پیداوار کے لئے کیا سکیمیں بنائی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: وہ تو بتانے لگے تھے لیکن ہم نے ہی روک دیا تھا۔ منسٹر صاحب! بتائیں۔

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے Punjab Agriculture and Meat Company بنائی ہے، اس نے بہت سے incentives دیئے ہیں۔ میں detail میں نہیں جاؤں گا briefly آپ کو بتا دیتا ہوں۔ ہماری پالیسی کے تحت farmer کے ہاں جب بچھڑے کی پیدائش ہوتی ہے تو پہلے یہ ہوتا تھا کہ ایک ماہ کا بچھڑا جو دس کلو گرام کا ہوتا تھا وہ اس کو قصائی کو دے دیتا تھا، اس کا گوشت حفظان صحت کے مطابق بھی نہیں ہوتا تھا جو ہم اور آپ سارا شہر کھا رہا ہوتا تھا۔ دو تین سال پہلے جو کمپنی بنی اس نے farmer کو incentive یہ دیا کہ safe the calf کے نام پر -/3200 روپے اس کو چھ ماہ کے بعد دیا جائے گا۔ اس نر جانور کے کان پر tagging کی جاتی ہے، اس کا کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ ہوتا ہے اس میں رزلٹ یہ آتا ہے کہ جو 10 کلو گرام کا مضر صحت گوشت بِک رہا تھا، چھ ماہ میں -/3200 روپے کے incentive پر وہ تقریباً سو سوا سو کلو گرام کا ایک جانور بن جاتا ہے، اس کے بعد ایک اور سکیم ہے جس کو feed lot fattening کہتے ہیں کہ چھ ماہ کے بعد چار مہینے کے لئے پھر government incentive دیتی ہے کہ وہ جو رجسٹرڈ کیا ہوا جانور ہے اس کے مالک کو -/1500 روپے گورنمنٹ پھر pay کرتی ہے۔ اس incentive کا رزلٹ یہ آیا ہے کہ جب سات آٹھ مہینے کا process ہو جاتا ہے تو جہاں ہمارا جانور 10 کلو گرام کا waste ہو رہا تھا وہ جانور 200 سے 250 کلو گرام کا تندرست جانور بن جاتا ہے۔ آج کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں کہ 200، 250 کلو گرام تندرست جانور کی کیا قیمت ہے۔ اگر وہ اسے نہیں بیچتا تو وہ farmer کا asset بن جاتا ہے۔ اگر بیچ دیتا ہے اور وہ مذبحہ خانے میں جاتا ہے تو وہ جانور healthy meat کی شکل میں ہمیں ملتا ہے۔ ہماری یہی incentive کی scheme تھی جس کی پذیرائی بین الاقوامی سطح پر کی جا رہی ہے اور امریکہ سمیت دوسرے کئی ممالک اس سکیم کو adopt کرنا چاہ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم پاکستان کے مختلف حصوں میں بھی اس کو replicate کریں گے۔ یہ پالیسی ہے جس کی وجہ سے ہم چار پانچ سالوں میں 50 فیصد کے قریب دودھ اور گوشت کی پیداوار میں اضافہ کر سکے ہیں۔ پاکستان کا Meat and Milk Producing Countries میں دسواں نمبر آتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ شکایت بہت سے مذبحہ خانوں کے متعلق آئی ہے کہ وہ جھٹکے کے ساتھ جانور کو ذبح کرتے ہیں جبکہ اسلامک طریقہ تو یہ ہے کہ

بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھا جاتا ہے اور اس کو تھوڑی دیر کے لئے چھوڑا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مرے ہوئے جانور بھی رکھ دیئے جاتے ہیں، ان پر مہر لگا دی جاتی ہے اور وہ گوشت فروخت ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ گائے کو estrogen لگایا جاتا ہے جب وہ گوشت ہم کھاتے ہیں تو وہ estrogen ہمارے جسم میں جاتا ہے اس سے خواتین میں breast cancer and cacervix cause کرتا ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ گوشت کو چیک کرنے کے لئے وہاں فوڈ انسپکٹر بھیجے جائیں اور وہ دیکھیں کہ ان کا جانور ذبح کرنے کا طریق کار کیا ہے، یہ بہت ضروری ہے اور جب اُس گوشت پر مہر لگتی ہے تو کیا تازہ ذبح ہوئے جانوروں کو لگتی ہے یا جو باہر سے مختلف شہروں سے گوشت آتا ہے اُس پر لگا دی جاتی ہے ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میری بہن نے جو بات کی ہے تو میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ مردہ، بیمار اور لاغر جانوروں کے گوشت کی خرید وفروخت کی روک تھام کے لئے پورے شہر میں اس وقت سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے awareness campaign launch کی ہوئی ہے جو ابھی یہاں discuss ہوئی ہے۔ یہ چیز ہمارے علم میں ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا میں نے PAMCO کے نام سے جو کمپنی establish ہوئی ہے اس کا ذکر کیا تھا۔ اس نے لاہور میں ایک جدید سلاٹر ہاؤس بنایا ہے اور وہ کافی اچھی خاصی investment کے ساتھ بنا ہے وہاں پر ایک تو جانور کو حلال طریقے سے ذبح کرنا لازم ہے جو ہمارے دین کا بھی اہم جُز ہے جس کے بغیر وہاں ذبح ہو ہی نہیں سکتے۔ اس کے بعد انہوں نے لاغر اور مردہ جانوروں کی بات کی ہے تو ہم anti mortem کرتے ہیں جس طرح postmortem ہوتا ہے۔ جب کوئی جاندار چیز دنیا سے چلی جاتی ہے تو اس کا postmortem کیا جاتا ہے لیکن زندہ چیز یعنی انسان یا جانور کا anti mortem ہوتا ہے۔ میری بہن خود ڈاکٹر ہیں جن کو مجھ سے زیادہ پتا ہو گا۔ سلاٹر ہاؤس میں پہلے anti mortem ہوتا ہے جس کو دیکھا جاتا ہے کہ کیا یہ جانور تندرست ہے یا اس میں کسی قسم کا کوئی وائرس تو نہیں ہے ؟ اگر وہ ٹھیک نہیں ہوتا تو جس سے لیا جاتا ہے اسی کو واپس کر دیا جاتا ہے۔ اس جانور کو حلال طریقے سے ذبح کیا جاتا ہے اور ذبح کرنے کے بعد بھی اس کا post mortem کیا جاتا ہے۔ اگر اس میں دوبارہ سے کوئی ایسا germ نکل آئے یا کوئی serious disease نکل آئے تو جس نے جانور دیا ہوتا ہے اُس کو واپس نہیں

کیا جاتا بلکہ جلا دیا جاتا ہے اس لئے ہم پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا سلاٹر ہاؤس جو بنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ کو تو اس حوالے سے پتا ہی ہے۔ کیا آپ کو true active masses اور false active masses کا پتا ہے؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں تو بکر منڈی کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وہی بات ہو رہی ہے مگر آپ سن نہیں رہیں۔ آپ کے متعلقہ ہی بات ہو رہی ہے۔

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے لیکن شاید میں سمجھا نہیں سکا۔ میں ایک آدھ منٹ میں دوبارہ سمجھا دیتا ہوں کہ awareness campaign کے ذریعے ہم لوگوں کو aware کر رہے ہیں کہ خدارا آپ لاغر اور بیمار جانوروں کو نہ خریدیں اور ہمارے سلاٹر ہاؤس سے جو verified ہیں وہ خریدیں۔ جو جانور ہمیں سلاٹر ہاؤس سے issue ہوگا گورنمنٹ اس کو own کرے گی کہ یہ لاغر یا بیمار جانور نہیں ہے اور مردہ ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہماری campaign کے حوالے سے اتنی بڑی investment اور successful پروگرام ہے جسے ہم انشاء اللہ گورنمنٹ کی success story بنانے جا رہے ہیں۔ ہم نے پورے شہر میں اشتہار لگوائے ہیں کہ ہوشیار رہیں۔ ہم لاغر اور بیمار جانور کھا رہے ہیں اور یہاں لفظ مردہ استعمال کیا جاتا ہے جس کو میں کہتے ہوئے بھی کانپتا ہوں کہ مردہ جانور بھی کھلا دیئے جاتے ہیں جن کو ہم discourage کر رہے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

قاضی عدنان فرید: میرا ضمنی سوال ہے۔

سید عبدالعلیم: میں بھی ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ نگہت شیخ: میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اس پر ضمنی سوال کافی ہو گئے ہیں۔ معزز ممبران! ذرا ٹائم کا خیال کریں۔ کیا آپ کو میری بات اچھی نہیں لگی؟

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! بڑا ضروری سوال ہے۔

جناب سپیکر: جن کا سوال رہ گیا میں اُن کو کیا کہوں گا؟ جی، محترمہ! آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ گوشت کی قیمت کا تعین کون کرتا ہے اور کیا ان کے یا ان کے ڈیپارٹمنٹ کے علم میں ہے خصوصاً میں ضلع لاہور کی بات کروں گی کہ یہاں پر گوشت کی قیمت مختلف ہوتی ہے تو اس کو ڈیپارٹمنٹ کس طرح سے کنٹرول کر سکتا ہے یا اس کے سدباب کے لئے کوئی کوشش کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، کیا یہ اس سوال سے متعلقہ بات ہے؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال لٰیسین): جناب سپیکر! ایک سوال پر گیارہ گیارہ ضمنی سوال ہوئے ہیں بہر حال میں جواب دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ چھوڑ دیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! بکرے تے وچھڑے اُتے گل ہو رہی اے تے ککڑ دی گل کسے نئیں کیتی کہ مرغی دا جیہڑا گوشت اے ایتھے K&N کمپنی لکھاں دے حساب نال daily مرغیاں ذبح کر دی اے۔ وہ ایک لاکھ کے حساب سے روزانہ ذبح کرتے ہیں۔ ہمیں منسٹر صاحب اس چیز کا یقین دلائیں کہ جو بڑی بڑی کمپنیاں ہیں ان کو check کرنے کے حوالے سے کیا ان کے پاس کوئی پیمانہ ہے؟ دوسرا سلاٹر ہاؤس میں روزانہ کتنا جانور ذبح ہوتا ہے اور لاہور کے لئے کتنا ذبح ہوتا ہے، کیا ان کے پاس اس چیز کا ریکارڈ موجود ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ نہیں بتا سکیں گے کیونکہ یہ نیا سوال بنے گا۔ منسٹر صاحب! شاہ صاحب نے جو بات کی ہے کیا آپ اس کا جواب دیں گے؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال لٰیسین): جناب سپیکر! پہلے جو سوال کیا گیا ہے اُس کا جواب دوں اس کے بعد شاہ صاحب کے سوال کا جواب دوں یعنی گیارہ گیارہ ضمنی سوال آپ کروا رہے ہیں۔ ویسے بھی تین ضمنی سوال allow ہوتے ہیں۔ ہمیں بھی اسمبلی میں بیٹھے عمر کا ایک حصہ ہو گیا ہے۔۔۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order Please. Order Please. Order in the House.

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال لٰیسین): جناب سپیکر! ہماری بہن نے جو سوال کیا تھا اس حوالے سے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ prices لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی domain میں نہیں آتیں اور fix بھی نہیں کرتے۔ محترم شاہ صاحب نے جو

سوال کیا ہے میرے پاس اس وقت detail موجود نہیں ہے لیکن میں ابھی provide کر دیتا ہوں کہ کتنے سلاٹر ہاؤس ہیں، ان میں کتنے جانور آتے ہیں اور لاہور کے لئے کتنے آتے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ کسی اور کمپنی کا پوچھ رہے ہیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! مجھے یہ بتائیں کہ K&N اور دوسری کمپنیاں جو روزانہ کے حساب چکن sale کر رہی ہیں کیا محکمہ کے پاس کوئی ریکارڈ یا check and balance ہے کہ وہ حلال کے نام پر ہمیں جھٹکے کا مال کھلا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جو آپ کہہ رہے ہیں ایسے نہیں ہو سکتا۔

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جن کمپنیوں کا یہ نام لے رہے ہیں ان کی products یہاں ایوان میں بیٹھے بہت سارے لوگ کھاتے ہیں۔ میں یہاں پر یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ آج وقفہ سوالات لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کا ہے جبکہ پولٹری کا کوئی الگ سے subject رکھ لیں تو میں اس پر بھی جواب دے دوں گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا بہت اہم ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی فرمالیں!

میاں محمد رفیق: بڑی مہربانی۔ جناب سپیکر! توجہ فرمائیے کہ ایک فطری اور قدرتی لیبارٹری مردہ گوشت کو ٹیسٹ کرنے کے لئے ہے اور وہ گدھ جانور ہے۔ سو سو میل سے بھی وہ جانور اس کی بُو سونگھ کر پہنچ جاتا ہے لیکن آج وہ گدھ جانور کہیں نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مردہ جانور اروڑیوں میں پھینکے نہیں جاتے بلکہ وہ کباب بن کر بکتے ہیں۔ اس پر وزیر صاحب فرمادیں کہ وہ مردہ جانور کہاں جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ کہتے ہیں کہ مردہ جانور کہاں جاتے ہیں کیونکہ پرانے گدھ اب نہیں ہیں؟

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! یہ تو کوئی سوال نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد عارف عباسی کا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 550 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: ای ڈی او، لائیو سٹاک کی تعیناتی و دیگر تفصیلات

*550: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں موجودہ ای ڈی او لائیو سٹاک کب سے تعینات ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کی راولپنڈی میں تعیناتی پانچ سال سے زیادہ ہو چکی ہے؟

(ج) کیا مذکورہ ای ڈی او کا عرصہ تعیناتی حکومتی پالیسی اور قواعد و ضوابط کے مطابق ہے اگر نہیں تو کیا حکومت ان کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال لیسین):

(الف) ضلع راولپنڈی میں ای ڈی او لائیو سٹاک کی سیٹ نہ ہے۔

(ب) غیر متعلقہ

(ج) غیر متعلقہ

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر ضلع راولپنڈی میں ای ڈی او، لائیو سٹاک کی سیٹ نہیں ہے تو وہاں لائیو سٹاک کے معاملات کس طرح چلائے جا رہے ہیں اور کیا حکومت راولپنڈی میں ای ڈی او، لائیو سٹاک کی vacancy رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! اگر اس سوال نمبر 550 کو آپ بغور پڑھ لیں جس میں میرے بھائی عباسی صاحب نے پوچھا ہے کہ ای ڈی او، لائیو سٹاک کب سے تعینات ہیں جبکہ پورے ڈیپارٹمنٹ میں ای ڈی او، لائیو سٹاک کی سرے سے post ہی نہیں ہے تو میرے حساب سے یہ سوال بنتا ہی نہیں ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ اسی لئے سوال کیا تھا کہ راولپنڈی میں لائیو سٹاک کے معاملات کون دیکھتا ہے؟

جناب سپیکر: آپ پھر DLO کہتے۔ اس ڈیپارٹمنٹ میں ای ڈی او نہیں ہوتا لیکن DLO ہوتا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: ہو سکتا ہے کہ ٹائپنگ کی غلطی ہو گئی ہو۔

جناب سپیکر: چلیں، وہ بھی آئندہ احتیاط کریں گے۔ جو آپ چاہتے ہیں وہ بتائیں ہم منسٹر صاحب سے کہتے ہیں۔ کیا وہاں DLO کی post نہیں ہے؟

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میرے بھائی کا سوال یہ تھا کہ ای ڈی او، لائیو سٹاک راولپنڈی میں کب سے تعینات ہیں تو میرے پاس information یہ ہے کہ پورے پنجاب میں ای ڈی او، لائیو سٹاک کی post ہی نہیں ہے۔ اگر یہ سرے سے post ہی نہیں ہے تو راولپنڈی میں تعیناتی کیسے ہو گی؟

جناب سپیکر: میں نے اُن کو پہلے بتا دیا ہے۔

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! آپ کے پاس یہ منسٹری رہی ہے جسے آپ خود بھی سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ان کو بتا دیا ہے کہ ای ڈی او نہیں ہوتا، DLO ہوتا ہے۔

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس کے بارے میں انہیں کچھ تحفظات ہیں تو انہیں دور کر دیا جائے۔ اگلا سوال بھی عارف عباسی صاحب کا ہی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 555 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: پانچ سال سے زائد ایک جگہ پر تعینات آفیسر کی ٹرانسفر کا معاملہ

*555: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں ای ڈی او، زراعت کب سے تعینات ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کی تعیناتی پانچ سال سے زیادہ ہو چکی ہے؟

(ج) کیا مندرجہ بالا ای ڈی او کا عرصہ تعیناتی حکومتی پالیسی اور قواعد و ضوابط کے مطابق ہے، اگر نہیں تو کیا حکومت ان کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(جناب بلال لیسین):

(الف) ضلع راولپنڈی میں ای ڈی او، زراعت مورخہ 17.11.2012 سے تعینات ہے۔

(ب) ضلع راولپنڈی میں ای ڈی او، زراعت کی تعیناتی پانچ سال سے کم ہے۔

(ج) مذکورہ بالا ای ڈی او، زراعت کا عرصہ تعیناتی ضلع راولپنڈی میں حکومتی پالیسی اور قواعد وضوابط کے مطابق ہے۔ فی الحال حکومت ان کو تبدیل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1096 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی کا قیام ودیگر تفصیلات

*1096: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی کب بنائی گئی ہے اور اس کو بنانے کی منظوری کس نے دی؟

(ب) اس کمپنی کا سال 13۔2012 اور 14۔2013 کا بجٹ کتنا ہے؟

(ج) اس کمپنی میں گریڈ 17 اور اوپر کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، تفصیل گریڈ وار بتائیں؟

(د) اس کمپنی نے سال 13۔2012 کے دوران میٹ کی پیداوار میں اضافہ کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں، تفصیلاً بیان کریں؟

(ہ) کیا یہ میٹ کمپنی لاہور کے شہریوں کو سستا اور معیاری گوشت فراہم کرنے میں کامیاب ہو رہی ہے؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(جناب بلال لیسین):

(الف) پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی کا قیام 17۔ مارچ 2010 کو عمل میں آیا۔ اس کے قیام کی منظوری وزیر اعلیٰ پنجاب نے دی۔

(ب) اس کمپنی کا سال 13۔2012 اور 14۔2013 کا بجٹ درج ذیل ہے۔

سال	بجٹ
2012-13	103.338 ملین روپے
2013-14	204.331 ملین روپے

(ج) اس کمپنی میں سرکاری گریڈ نہیں ہوتے بلکہ کمپنی کے مرتب شدہ گریڈ ہیں جن کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی نے سال 13۔2012 کے دوران گوشت کی پیداوار میں اضافہ کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں۔

- کسانوں کی مفت فنی و تکنیکی تربیت
- کسانوں کے رجسٹرڈ جانوروں کی مفت ویکسینیشن
- کسانوں کے جانوروں کی مفت ٹیگنگ
- کسانوں کو مالی معاونت کی فراہمی۔ اس ضمن میں کٹا بچاؤ پروگرام کے تحت چھ ماہ جانور پالنے پر 3200/- روپے فی جانور جبکہ فیڈلاٹ فیٹننگ پروگرام کے تحت چار ماہ تک جانور پالنے پر 1500/- روپے فی جانور ادا کئے گئے۔
- کٹا بچاؤ پروگرام کے تحت کمپنی نے 1153 لائیو سٹاک فارمز رجسٹرڈ کئے جن میں جانوروں کی تعداد 26170 ہے۔ جنہیں 66.491 ملین روپے کی امدادی رقوم تقسیم کی جا چکی ہیں۔
- اسی طرح فیڈلاٹ فیٹننگ پروگرام کے تحت اب تک پنجاب بھر میں 1859 لائیو سٹاک فارمز رجسٹرڈ کئے گئے ہیں۔ جن میں جانوروں کی تعداد 35,618 ہے اور 31,223 جانوروں کے عوض 1648 فارمز مالکان میں 52.98 ملین روپے امدادی رقوم ادا کی جا چکی ہیں جبکہ 211 جانور پال کسانوں کے 7.61 ملین روپے کی سبسڈی کے لئے دفتری کارروائی کی جا رہی ہے۔

(ہ) گوشت کی قیمت کا تعین پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی کے دائرہ اختیار میں نہ ہے۔ اس کمپنی کا مقصد تندرست اور صحت مند جانوروں کے گوشت کی پیداوار میں اضافہ کرنا اور جانوروں کو دور جدید کے تقاضوں کے مطابق حلال طریقہ سے ذبح کر کے فراہم کرنا ہے۔ تاکہ بیمار اور مردہ جانوروں کے ذبح پر قابو پا کر گوشت کا معیار بہتر بنایا جائے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز (د) سے متعلق ہے کہ 12-2011 میں کتنے فیصد گوشت کی پیداوار میں اضافہ ہوا اور 12-2011 کے دوران کتنے جانوروں کی ویکسینیشن کی گئی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! یہ کمپنی مارچ 2010 میں معرض وجود میں آئی اور 12-2011 میں اس نے کام کرنا شروع کیا۔ میں نے جو تفصیلات دی ہیں تو 13-2012 سے اسے funding شروع ہوئی یعنی جواب میں جو لکھا ہوا ہے کہ 13-2012 میں 130 ملین روپے کا فنڈ رکھا گیا۔ مارچ 2010 میں یہ کمپنی بنی، 2011 تک اس کے پاس funding ہی نہیں تھی تو اس نے باقاعدہ meat producing میں کیا کرنا تھا۔ بہر حال محکمہ میں جانوروں کی ویکسینیشن ہوتی تھی جو کہ ضرور ہوتی ہو گی لیکن میرے پاس اس کے figures نہیں ہیں کہ 2011 میں کتنے جانوروں کی ویکسینیشن ہوئی۔ اگر انہیں تفصیل چاہئے تو میں 2011 کی تفصیلات دے دوں گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اس میں 1153 لائیو سٹاک فارمز کو 66.491 ملین روپے کی امدادی رقوم تقسیم کی جا چکی ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ رقوم کن کن مدات میں دی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں نے اس سے پہلے کے سوالوں میں بتایا تھا کہ پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی نے ایک سکیم save the calf launch کی تھی جس کے تحت تقریباً بتائی گئی figures جو کہ 60 سے 70 لاکھ روپے کی رقم ہے، کے متعلق محترمہ بات کر رہی ہیں تو ہم نے جو فارم بھی رجسٹرڈ کیا ہے اس میں جتنے جانور تھے، اس فارم کے مالک کا فون نمبر، ایڈریس اور جتنی رقم دی گئی اس کا ہمارے پاس کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ موجود ہے اور میں نے -/3200 روپے بتایا تھا کہ save the calf کے نام سے دیا تھا اور اس کے بعد feed lot fattening کے نام پر -/1500 روپے دیا تھا جس کی figure wise مکمل تفصیلات کمپیوٹرائزڈ ہیں جسے کوئی بھی بندہ counter check کر سکتا ہے کہ کتنی رقم گئی ہے۔ میری بہن اگر اسے چیک کرنا چاہتی ہیں تو میں ابھی ڈیپارٹمنٹ کو ہدایت دیتا ہوں کہ انہیں پورے پنجاب میں دی گئی figures کی جو مکمل detail ہے وہ مل جائے گی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز (ہ) سے متعلق ہے کہ منسٹر صاحب نے ابھی تھوڑی دیر پہلے سوالوں کے جواب میں کہا تھا کہ قیمتوں کا تعین کرنا محکمہ کا کام نہیں ہے تو میری آپ کے

توسط سے گزارش ہے کہ ہماری سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا بازاروں اور دکانوں پر کنٹرول ہمارے سامنے ہے تو جب ایک اتنا اچھا ادارہ موجود ہے تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ادارے کی موجودگی میں گورنمنٹ کوئی ایسا فیصلہ کرے کہ گوشت کی قیمت کا تعین بھی سرکاری طور پر ہو سکے اور محکمہ کی طرف سے سرکاری rate آ جائے گا تو پھر تمام دکاندار اور مارکیٹ اس کے مطابق پابند ہو گی کہ سرکاری rate پر گوشت فروخت کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ان کا مشورہ بڑا مفید ہے جس پر کام کیا جا سکتا ہے۔ جیسے میں نے کہا کہ آج وقفہ سوالات لائیو سٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ کا ہے جس کی domain یہ ہے کہ Dairy product اور ان چیزوں کو بڑھاوا دینا ہے اور انہیں improve کرنا ہے جبکہ price fixing سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے domain میں آتا ہے لیکن ان کا مشورہ مفید ہے جسے note کر کے انشاء اللہ تعالیٰ عملدرآمد کیا جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بہاولپور ڈویژن میں چولستان کا صحرا 66 لاکھ ایکڑ رقبے پر مشتمل ہے جہاں پر 12 لاکھ ایکڑ کے قریب لائیو سٹاک ہے جو پاکستان کے علاوہ روس کی مشرقی ریاستوں کو بھی سپلائی کرتا ہے۔ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ انہوں نے دو پروگرام "کٹا بچاؤ پروگرام" اور feed lot fattening کے حوالے سے لائیو سٹاک فارم رجسٹرڈ کئے ہوئے ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چولستان میں ان دونوں پروگراموں کے حوالے سے کتنے فارمز رجسٹرڈ کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ہماری یہ دو سکیمیں جن کے متعلق ڈاکٹر صاحب پوچھنا چاہ رہے ہیں جن میں save the calf and feed lot fattening کے متعلق چولستان کا پوچھ رہے ہیں کہ کتنے فارمز رجسٹرڈ کروائے ہیں تو میں پنجاب کے تو الگ الگ بتا سکتا ہوں کہ پنجاب میں ہم نے save the calf کے حوالے سے 1153 فارمز رجسٹرڈ کئے ہیں اور اس میں جانوروں کی رجسٹریشن کی figure بھی موجود ہے جبکہ feed lot

fattening جو فارم ہم نے رجسٹرڈ کئے ہیں ان کی تعداد تقریباً 19/ 18سو کے قریب ہے اور وہاں پر جتنے جانور رجسٹرڈ کئے گئے ہیں وہ تعداد بھی میرے پاس ہے لیکن خاص طور پر چولستان کا figure میرے پاس موجود نہیں ہے۔ البتہ پورے پنجاب کا میرے پاس ہے لیکن چولستان کا بھی دیا جا سکتا ہے جو کہ ریکارڈ پر موجود ہے۔

محترمہ سائرہ افتخار: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سائرہ افتخار: وزیراعلیٰ صاحب ڈیری ڈویلپمنٹ کے حوالے سے بہت passionate ہیں اور اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے بجٹ 14-2013 میں خواتین کی poverty reduction کے لئے ایک handsome budget allocate کیا ہے اور انہوں نے کہا تھا کہ ہم خواتین کو مویشی دیں گے تاکہ وہ ان کا دودھ فروخت کر کے اپنی poverty ختم کر سکیں تو کیا ڈیری لائیو سٹاک کا محکمہ ان خواتین کو کوئی basic good farm practices کے اوپر ٹریننگ دینے کا ارادہ رکھتا ہے کیونکہ initiative بہت اچھا ہے اور جب تک proper ٹریننگ نہیں ہو گی تو ان جانوروں کو دینے کا فائدہ کوئی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں نے جو سوال پڑھا ہے وہ 1096 ہے تو اس میں یہ ضمنی سوال کس طرح بنتا ہے مجھے ذرا سمجھا دیں بہر حال یہ بات سچ ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب اس معاملے میں بہت زیادہ interest show کرتے ہیں اور جو P.A.M.C.O کمپنی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اتنا بتا دیں کہ انہوں نے خواتین کے لئے جو بات کی تھی کہ مویشی انہیں دیں گے تاکہ وہ دودھ سے کچھ استفادہ کر سکیں کیا اس معاملے میں محکمہ کی طرف سے پیشرفت ہوئی ہے یا نہیں؟

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! P.A.M.C.O کے چیئرمین وزیراعلیٰ ہیں اور ان کی instructions ہیں کہ یہ جو انفارمیشن ہے اور اس میں facilitate کرنے کے لئے ہم نے جو ہیلپ لائن بنائی ہے اور جو ہمارا setup کام کر رہا ہے وہ سب کے لئے ہے۔ اس میں اس طرح کی کوئی قدغن نہیں ہے کہ وہ male پوچھ سکتا ہے female نہیں پوچھ

سکتا تو یہ ہیلپ لائن سب کے لئے ہے۔ ہماری خواتین بھی پوچھ سکتی ہیں اور مرد حضرات بھی پوچھ سکتے ہیں۔

محترمہ سائرہ افتخار: جناب سپیکر! میرا تجربہ بھی ہے اور میرا background rural area ہے تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمارے گاؤں کی سطح پر بہت سی خواتین لائیو سٹاک کی مینجمنٹ کے ساتھ involve ہوتی ہیں۔ وہ جانوروں کو سنبھالتی بھی ہیں اور ان کا دودھ وغیرہ بھی نکالتی ہیں تو ایسی خواتین کو جب ہم جانور دیں گے تو کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ان کو initially ایک یا دو دن کا کورس cluster میں کر کے کروایا جائے تاکہ ان کو پتا چل سکے۔

جناب سپیکر: یہ تجاویز ان کو علیحدہ دیں، یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ان کی رائے مفید ہے، اس کو note کر لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔

شمیم اختر المعروف شہزادی کبیر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، محترمہ! آپ بھی کر لیں۔

شمیم اختر المعروف شہزادی کبیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جانوروں کی خوراک میں توڑی بہت استعمال ہوتی ہے اور اینٹوں والے پہلے اینٹوں کو مصالحے سے پکاتے تھے لیکن اب وہ توڑی سے پکاتے ہیں جو غریب کسانوں کی پہنچ سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ وہ پہلے پانچ روپے کلو تھی لیکن اب بیس پچیس روپے کلو تک ہو گئی ہے۔ اس پر ban لگا ہوا تھا۔ میری گزارش ہے کہ جو لوگ توڑی کو اینٹوں کے بھٹوں میں استعمال کرتے ہیں ان کو سزا دینی چاہئے اور ان سے جرمانہ بھی لینا چاہئے۔ کیا وزیر صاحب اس پر کوئی ایکشن لینے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: یہ آپ کا علیحدہ سے سوال بنتا ہے۔ یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ سوالات ختم ہو چکے ہیں۔

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں بقیہ سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

نشان زدہ سوال اور اُس کا جواب

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

ضلع لاہور: ویٹرنری ہسپتالوں / مراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*28: **میاں نصیر احمد**: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں کل کتنے ویٹرنری ہسپتال / مراکز ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان اداروں میں تعینات عملہ کی تعداد علیحٰدہ علیحٰدہ مرکز وار کتنی ہے؟

(ج) ان اداروں میں روزانہ اوسطاً کتنے جانور علاج کے لئے لائے جاتے ہیں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال لٰیسین):

(الف) ضلع لاہور میں کل 23 سول ویٹرنری ہسپتال، 15 سول ڈسپنسریز اور 15 ویٹرنری مراکز ہیں۔ ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان اداروں میں تعینات عملہ کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع لاہور کے تمام ہسپتالوں / اداروں میں روزانہ تقریباً 650 جانوروں کا علاج کیا جاتا ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یہ Call Attention Notices ہیں۔ ایک ڈاکٹر نوشین حامد اور دوسرا جناب شہزاد منشی کا ہے۔ چونکہ لاء منسٹر صاحب نہیں ہیں لہذا ان کو pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بہت اہم ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے جو بات کرنے لگی ہوں یہ ہم سب کا مشترکہ issue ہے۔ میرا خیال ہے کہ میرے سارے ساتھی مجھے اس میں support کریں گے۔ 2008 میں پنجاب اسمبلی سے ایم پی ایز کو بلیو پاسپورٹ جاری کرنے کے حوالے سے ایک قرارداد پاس

ہوئی تھی۔ ہماری گزشتہ اسمبلی نے بھی قرارداد منظور کی کہ ایم پی ایز کو ایم این ایز کے برابر نیلا پاسپورٹ جاری کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہ قرارداد پاس ہونے کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کی وفاقی حکومت نے بلا تخصیص پنجاب اسمبلی کے ممبران چاہے وہ (ن) لیگ سے تھے، پیپلز پارٹی یا (ق) لیگ سے تھے جن بھی ممبران نے وفاقی حکومت سے رابطہ کیا ان کو بلیو پاسپورٹ جاری کئے گئے۔ میں کچھ دن پہلے لاء منسٹر صاحب سے ملی تھی اور میں نے ان سے پوچھا تھا کہ جن کے پاسپورٹ expire ہو گئے ہوں اور نئے ممبران بلیو پاسپورٹ بنوانا چاہیں تو ان کے لئے آپ کی حکومت کی کیا پالیسی ہے، کیا پنجاب اسمبلی نے جو قرارداد پاس کی ہے اس کی روشنی میں آپ اس کو جاری رکھیں گے ؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ میں اس کا جواب دو دن کے بعد دوں گا۔ آج ایک مہینہ گزرنے والا ہے لیکن ان کی طرف سے مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ میں نے اپنا پاسپورٹ renew کرانا ہے اور میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب اور گورنمنٹ سے یہ جاننا چاہتی ہوں کہ پنجاب اسمبلی کے استحقاق کا status کیا ہے اور ممبران کو مستقبل میں بلیو پاسپورٹ جاری ہوں گے یا نہیں ؟

جناب سپیکر: انشاء اللہ ہوں گے، بہتری کی امید رکھیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے امید دلائی لیکن میری گزارش یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کے ممبران کی تعداد اس وقت نیشنل اسمبلی کے ممبران کی تعداد کے برابر ہے اور پنجاب اسمبلی تمام صوبائی اسمبلیوں میں سب سے بڑی اسمبلی مانی جاتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں یا تو rules کو amend کرنا چاہئے کہ اگر پنجاب اسمبلی کے اندر کوئی resolution پاس ہو تو اس کو صرف کاغذ یا ردی کی ٹوکری کا حصہ نہ بنایا جائے بلکہ اس کو قانون کی شکل ملنی چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

خیبر پختونخواہ جیسے چھوٹے صوبے میں اگر وہاں کی اسمبلی میں پیش کی گئی resolution کا درجہ قانون کا ہے تو پھر پنجاب اسمبلی میں پیش کی ہوئی resolution کو کیوں ردی کی ٹوکری میں ڈالا جاتا ہے، اس کا status قانون کا کیوں نہیں ہے ؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے سے اس کی اجازت کیوں لیتے ہیں؟ اس پر legislation ہونی ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! اگر یہ ہمارا استحقاق ہے تو پھر ہونا چاہئے، یہ کوئی خیرات والی چیز تو ہے نہیں۔ اگر ہمارا استحقاق ہے تو ہونا چاہئے red book of Privileges میں entitlements میں بلیو پاسپورٹ کو حصہ ہونا چاہئے۔ اگر ہمارا استحقاق نہیں ہے تو پھر as it is جیسا چل رہا ہے ویسے ہی ہوتا رہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چلیں، اس کو ابھی pending کرتے ہیں پھر اس کا فیصلہ کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 23۔ اگست دوران سیشن بھکر کے اندر بہت ہی افسوسناک واقعہ پیش آیا تھا۔ اس میں بارہ لوگ قتل ہو گئے، بیسیوں زخمی ہو گئے اور وہاں پر کرفیو لگانا پڑا۔ یہ اتنا اہم معاملہ تھا جو یہاں ایوان میں زیر بحث آنا چاہئے تھا۔ میں نے دو دفعہ توجہ دلاؤ نوٹس دیا ہے لیکن اس کا نمبر نہیں آیا اس لئے میں آپ سے استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اتنا اہم معاملہ ہے اس پر جو میں نے توجہ دلاؤ نوٹس دیا تھا اس کو accept کیا جائے۔ جس طرح آپ نے یہ دو نوٹس pending کئے ہیں اس کو بھی pending فرما دیں تاکہ یہ معاملہ ایوان کے اندر آ سکے اور اس کو آنا چاہئے۔ وہاں پر کتنا بڑا administrative lapse تھا، پانچ بندے اغواء ہو گئے بعد میں ان کی لاشیں ملیں، ڈی پی او، ڈی سی او سارے معاملے میں سوئے رہے اور ہماری انٹیلی جنس بھی سوئی رہی۔ یہ اتنا اہم معاملہ تھا جو ایوان کے اندر آنا چاہئے تھا۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ میں نے جو دو دفعہ توجہ دلاؤ نوٹس دیا ہے اس کو براہ کرم آپ خصوصی اختیارات کے تحت اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ وہ یہاں زیر بحث آ سکے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک استحقاق پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق نمبر 8/13 سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی، ڈاکٹر محمد افضل، جناب احمد شاہ کھگہ، محترمہ یاسمہ چودھری اور محترمہ جیدہ خالد خان کی طرف سے ہے۔ اس کو کون پیش کرے گا؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں اس کو پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: کھگہ صاحب! یہ آپ کی مرضی ہے میں نے آپ سے کچھ باتیں علیحدگی میں کی ہوئی ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو میرے خیال میں اس کو pending کر لیتے ہیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اس کو pending کیا جاتا ہے اور تحریک استحقاق نمبر 9/13 بھی pending ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

سرکاری کارروائی

بحث

گندم کی امدادی قیمت کی تجاویز پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: یااللہ خیر۔ ابھی میں اجازت نہیں دے رہا ہوں۔ اب ہم discussion کی طرف بڑھتے ہیں۔ دس نام اپوزیشن کی طرف سے ہیں اور انیس نام حکومتی بنچوں کی طرف سے ہیں۔ جناب احمد خان بھچر!

جناب احمد خان بھچر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جمعہ والے دن میں بات کر رہا تھا لیکن ایوان کا وقت ختم ہو گیا تھا لہذا مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ہاں۔ بھچر صاحب! Sorry وہ اس دن بات کر رہے تھے لیکن ٹائم ختم ہو گیا تھا۔

جناب احمد خان بھچر: ٹھیک ہے، کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! آپ کے پاس صرف تین منٹ ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ قیمت بڑھانے کی بجائے کسان کے لئے ایسے طریقے اختیار کئے جائیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار نمبر 514 ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی mover نہیں ہے۔ اس کو بھی pending کر دیا جائے۔ جی، جناب امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ایسے طریقے اختیار کئے جائیں کہ کاشتکار کو اس کی فصل کا صحیح معاوضہ مل سکے اور اسے بیج، کھاد اور سستا ڈیزل دے کر اس کو facilitate کر سکتے ہیں۔ دوسری طرف

خرید کے وقت جو اس کا purchase centres پر استحصال ہوتا ہے، وہ کروڑوں روپے جو مڈل مین اور محکمہ خوراک کی جیب میں جاتے ہیں اگر ہم اس سسٹم میں بہتری لا کر وہ پیسے بچا کر کسان کی طرف منتقل کر سکیں تو اس سے بھی کسان کو بہت زیادہ ریلیف مل سکتا ہے۔ ایک بات جس کی وجہ سے کسان استحصال کا شکار ہوتا ہے وہ کسان کے پاس storage capacity کا نہ ہونا ہے جس کی وجہ سے وہ مجبور ہوتا ہے کہ جب اس کی فصل تیار ہوتی ہے تو وہ فصل کا پہلے سودا کر چکا ہوتا ہے یا اسے آڑھتی کو payment کرنی ہوتی ہے اس لئے وہ مجبور ہوتا ہے کہ اپنی فصل اونے پونے داموں بیچے۔ ہمارے ہمسایہ ملک نے اس کے اندر ایک سسٹم adopt کیا ہے جو پاکستان کے اندر بھی لانے کی کوشش کی گئی۔ وہاں پر زمینداروں اور کاشتکاروں کے لئے ہر گاؤں کی سطح پر ایک storage centres بنے ہوئے ہیں اور جب ایک کاشتکار کی فصل تیار ہو جاتی ہے۔۔۔

(اذانِ مغرب)

MR SPEAKER: carry on.

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جب تک فصل ہمارے کاشتکار کے پاس رہتی ہے تو اس وقت تک اس فصل کی قیمت کم رہتی ہے، وہ منڈی میں اونے پونے داموں بیچ رہا ہوتا ہے اور جو نہی فصل ذخیرہ اندوزوں کے گوداموں میں پہنچتی ہے تو اس کی قیمت boost کر جاتی ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لئے ہمارے پاس ایک مثال موجود ہے کہ ہمارے ہمسایہ ملک کے اندر cooperative کی بنیاد پر ہر گاؤں کے اندر بڑے بڑے سٹور بنا دیئے جاتے ہیں، کاشتکار اپنی فصل وہاں لا کر ذخیرہ کرتا ہے اور بنک اسے سٹور کی پرچی پر اس وقت کی قیمت کا 90 فیصد تک بغیر کسی سود کے ادا کر دیتا ہے۔ زمیندار کی فصل وہاں سٹور میں پڑی رہتی ہے جب وہ سال کے دوران محسوس کرتا ہے کہ اب فصل کی قیمت میری requirement کے مطابق ہے تو وہ اس کو فروخت کرنے کے لئے سٹور والوں کو کہتا ہے۔ اس قیمت پر فصل فروخت ہوتی ہے اور بنک اپنے پیسے کاٹ کر باقی پیسے اسے دے دیتا ہے۔ پاکستان کے اندر یہ ماڈل try کرنے کے لئے PC-1 بنا، سپیشل سیکرٹری مقرر کئے گئے، کروڑوں روپے اس پر لگے، گاڑیاں خریدی گئیں، فرنیچرز خریدے گئے اور دفتر بنائے گئے لیکن ہمارے ساتھ جو سالوں سے ہوتا رہا ہے کہ سیکرٹری بدلا، حکومت بدلی اور کروڑوں روپے جو اس منصوبے پر قوم کے لگے تھے وہ پتا نہیں کہاں گئے؟ یہ منصوبہ ایک کسان دوست منصوبہ تھا وہ کہیں فائلوں کی نذر ہو گیا۔ میں اس ایوان کی وساطت سے وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کسان دوست منصوبے کو revive کریں کیونکہ یہ مسئلے کا ایک بہت بڑا حل

ہے اور پنجاب کے اندر ایک تاریخ رقم ہو سکتی ہے۔ ہمارے پاس خوراک کی storage capacity نہ ہے جس کی وجہ سے ایک تو گندم خراب ہوتی ہے اور دوسری طرف کسانوں سے خریدی نہیں جاتی۔

جناب سپیکر! دوسری ایک اور اسی طرح کی سکیم تھی جو پنجاب کے اندر introduce کی گئی جس میں Private Public Partnership کے تحت ایک منصوبہ لایا گیا تھا کہ عام لوگوں کو حکومت facilitate کرے گی کہ وہ گودام بنائیں اور حکومت ان کے ساتھ ایک معاہدہ کرے گی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اپنی بات مکمل کرنے جا رہا ہوں اس میں صرف دو لائنیں ہیں کیونکہ اس معاہدے میں کمیشن نہیں ملنا تھا اور پرائیویٹ سیکٹر کا پراجیکٹ تھا اس لئے اس میں ایسی ایسی شرائط لگائی گئیں کہ آخر کار ایک بہتر منصوبہ فائلوں میں دفن ہو کر رہ گیا۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس کو revive کیا جائے اور یہ کسان کے لئے بہترین کسان دوست قدم ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، احمد خان بھچر صاحب! ٹائم کا ذرا خیال کرنا کیونکہ آپ کے دوسرے بھائیوں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا اور بات to the point کروں گا۔ میں سب سے پہلے منسٹر صاحب کو appreciate کرتا ہوں جنہوں نے بروقت بڑا اچھا قدم اٹھایا جب گندم کی بوائی شروع ہونے والی ہے۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: گپ شپ کے لئے آپ کے پاس لابی موجود ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! گندم کی امدادی قیمت کے بارے میں کافی سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے۔ میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ بنیادی طور پر گندم کی پیداوار ہمارے صوبے اور ملک میں کہیں زیادہ کم مل رہی ہے جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دوسری منافع بخش فصلوں نے اس کی جگہ لے لی ہے۔ 13-2012 میں ایک کروڑ 68 لاکھ ایکڑ پر گندم propose ہوئی تھی جس میں سے چار لاکھ ایکڑ پر گندم کاشت بھی نہیں ہوئی۔ اُس میں ہماری کچھ مکئی کی فصل ہے خدانخواستہ میرے کہنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم مکئی کی فصل کو بالکل کاشت نہ کریں لیکن وہ زیادہ منافع بخش ہے۔ ہم زمیندار مکئی کی فصل کاشت کر کے اس سے بہتر طریقے سے آمدن بھی لے لیتے ہیں اور سال میں مکئی کی دو فصلیں ہوتی ہیں۔ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ on ground ہم -/3600 روپے میں ویسے ہی گندم خرید رہے ہیں۔ عام

routine میں جو گندم ادھر آ رہی ہے یا زمیندار اپنی گندم 3ہزار روپے میں بیچ کر دوبارہ 37 سے 38 سو روپے میں 100 فی کلو گرام کے حساب سے خرید رہا ہے۔ اس وقت جو ہماری sowing کی پوزیشن ہے یا ہمارے پانی کی پوزیشن ہے یا فاسفورس کی پوزیشن ہے یعنی جو فاسفورس کھادیں ہیں وہ ایک ہی دفعہ ڈالنی پڑتی ہیں ان کی قیمت اتنی بڑھ چکی ہے کہ وہ کھاد 4 سے ساڑھے چارہزار روپے تک پہنچ چکی ہے۔ نائیٹروجن کھاد کو آپ خود دیکھ لیں کہ نائیٹروجن کھاد 1700 روپے میں بلنگ ہو رہی ہے۔ جس طرح ہمارے بزرگ ممبر صوبائی اسمبلی چودھری محمد اقبال صاحب نے پرسوں فرمایا تھا کہ آپ ایک estimation لگوالیں۔ ہم زمیندار تو ہر وقت یہی estimation لگاتے رہتے ہیں، ایک کمیٹی ہوتی ہے جو تھوڑی تھوڑی کر کے ڈالتے ہیں اور پھر اکٹھی اُسے کمیٹی کی شکل میں ملتی ہے۔ اس وقت نائیٹروجن کھاد 1700 روپے فی بوری بلنگ پر مل رہی ہے اور ہمیں ویسے مارکیٹ میں 2000 روپے میں مل رہی ہے۔ اس سال 13-2012 میں ہماری چار لاکھ ایکڑ sowing کم ہوئی ہے۔ اگر اس میں irrigated land and un-irrigated land کی average ملائیں تو دونوں کی تقریباً 30 من فی ایکڑ بنتی ہے۔ اس میں سب سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ ہم یہ نہیں چاہتے کہ عوام پر direct burden پڑے۔ جس طرح زمینداروں کی فی ایکڑ پیداوار ہو رہی ہے اس طرح اگر 5ہزار روپے فی من بوری بھی ہو جائے گی تو اس مسئلہ کا حل نہیں ہو گا۔ میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب کو صرف یہ عرض کروں گا کہ ان کو مرکز میں بھی اور صوبے میں بھی absolute majority ملی ہے۔ بڑے عرصہ بعد میرے خیال میں پاکستان بننے کے بعد شاید مسلم لیگ (ن) کو دوسری دفعہ اتنی absolute majority ملی ہے لہذا اب ان کو bold فیصلے کرنے چاہئیں۔ ٹیوب ویل، کھاد اور بجلی ان چیزوں پر یہ فوری فیصلے کریں، یہ cut لگائیں۔ دیکھیں 35 سے 40ہزار روپے فی ایکڑ گندم کا خرچہ آتا ہے یہ اس کو 50 فیصد subsidize کریں، میں آپ کو گارنٹی سے کہتا ہوں کہ ہم پنجاب کی گندم انشاء اللہ تعالیٰ پورے ملک میں سپلائی کریں گے اور باہر بھی ہماری گندم ایکسپورٹ ہو گی۔ آپ خود زمیندار ہیں، ہم سب زمیندار ہیں، اس وقت جو فلور ملیں ہیں، ایک فلور مل 15 سے 20 کروڑ روپے میں لگتی ہے ان کی بھی یکساں ہی problems ہیں ان کی بھی اسی طرح ہی problem ہے کہ ان کے پاس تین سے چار مہینے مل چلانے کے لئے ہوتے ہیں۔ گرمیوں میں بھی وہ کافی problems face کر کے آگے آتے ہیں۔ اصل صورتحال یہ ہے کہ جب دو communities، ایک ہماری زمیندار کمیونٹی ہے اور ایک وہ جو اس خام مال کو refine کرتی ہے جس سے آٹا بنتا ہے وہ دونوں مشکلات کا شکار ہوتے ہیں تو ultimately

burden عوام پر پڑتا ہے۔ میرے فلور ملز مالکان بھائی موجود ہوں گے تو اس وقت 3600 سے 3700 روپے وہ open market سے خرید رہے ہیں ہم زمیندار اور چھوٹے زمیندار جن کی اس وقت گندم ختم ہو جاتی ہے وہ بھی اگر گندم واپس لے رہے ہیں تو اسی ریٹ پر لے رہے ہیں تو ایسا نہیں ہے کہ اس وقت گندم کی قیمت 3 ہزار روپے پر stand کی ہوئی ہے۔ میں پھر آپ سے گزارش کروں گا کہ باتیں تو میرے پاس کافی تھیں لیکن آپ کا حکم ہے کہ تھوڑا ٹائم لینا ہے تو میں آپ کے توسط سے ان کی حکومت کو یہ عرض کروں گا کہ ان کو absolute majority ملی ہے، یہ step لیں، یہ step اس صورت میں نہ لیں کہ سارا burden عام آدمی پر پڑ جائے، ہم یہ نہیں چاہتے کہ گندم کی ایک بوری کی قیمت 5 ہزار روپے ہو۔ میں آپ سے یہ حقیقت میں عرض کر رہا ہوں کہ اس وقت 4 ہزار روپے گندم کی بوری بھی زمیندار کو وارے میں نہیں ہے کہ وہ گندم کاشت کرے۔ میں خود ایک کاشتکار ہوں مجھے مکئی کی فصل میں موسمی اور بہاریہ مکئی کی دو فصلیں ملتی ہیں اور وہ منافع بخش کاشت ہوتی ہے تو گندم کاشت کے لئے میں اپنی ضرورت سے زیادہ گندم کاشت کرنے کی طرف نہیں دیکھوں گا۔ ایک دفعہ مشرف کے دور میں، خدانخواستہ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ مشرف کا دور اچھا دور تھا، وہ ڈکٹیٹر کا دور تھا لیکن غالباً 1999 میں مشرف نے ایک کام کیا تھا کہ اس نے بجلی کے بِلوں کو for six months extend کر دیا تھا اس میں یہ ہوا تھا کہ آپ کی اُس سال گندم کی bumper crop ہوئی تھی۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آج سے پانچ سال پہلے میں ہمسایہ ملک گیا تھا، ادھر اس وقت یہ تھا کہ quarterly اور half yearly یہ دو اِن کے tenures تھے زمیندار سے بجلی کے بل لینے کے لئے جو وہ تھوڑا بہت لیتے تھے۔ اس وقت ہمارے ملک میں یہ پوزیشن ہے کہ ہماری فصل کم از کم تین مہینے بعد آتی ہے اور بجلی کا بل ہم ہر مہینے دیتے ہیں۔ اس میں جب تک آپ کوئی فیصلہ نہیں کریں گے، جس طرح اس ایوان میں اتنی اچھی بحث کی گئی ہے، مجھ سے بہتر لوگ ادھر بیٹھے ہیں جو اتنی اچھی تجاویز دے چکے ہیں تو اس میں جب تک آپ فیصلے نہیں کریں گے، کھاد کی قیمتوں کو subsidize نہیں کروائیں گے، بجلی کو subsidize نہیں کروائیں گے اس وقت تک حالات بہتر نہیں ہوں گے۔ ایوان میں زمیندار بیٹھے ہیں انہیں پتا ہو گا کہ جو ٹیوب ویل کی زمین ہوتی ہے اس میں پوٹاش بھی ڈالی جاتی ہے، پوٹاش کی قیمت 4 سے 4½ ہزار روپے فی بوری ہے جو ہمارے اوپر اضافی خرچ پڑتا ہے تو اس وقت اگر آپ ہماری ظاہری نمود و نمائش دیکھ کر یہ سمجھیں کہ ان کے پاس بہت کچھ ہے، میرے خیال میں زمیندار reputation پر ہی چل رہا ہے اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ میری بات میں حقیقت ہے آپ بھی اس کی تائید کریں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایگریکلچر ڈویلپمنٹ بنک زندہ باد! (قہقہہ)

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! سبطین خان صاحب مجھے insist کر رہے ہیں کہ میں آپ کو ایک بات سُناؤں لیکن چونکہ وقت کم ہے، Rolls Royce کے بارے میں نظام حیدر آباد کا لطیفہ ہے۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو آپ کی اجازت سے عرض کر دوں؟

جناب سپیکر: نہیں، آپ وقت کا خیال کریں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ سُنا دیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! وہ میں آپ کو تھوڑا سا سُنا دیتا ہوں کہ نظام حیدر آباد نے Rolls Royce منگوائی اس میں انجن نہیں تھا اور وہ چل رہی تھی۔ نظام حیدر آباد نے جرمنی پیغام بھیجا کہ آپ کی Rolls-Royce تو آ گئی ہے لیکن یہ بغیر انجن کے چل رہی ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم انجن رکھوا دیتے ہیں لیکن یہ reputation پر چل رہی ہے۔ (قہقہہ)

میں آپ سے یہ حقیقت پر مبنی بات کر رہا ہوں کہ ہم زمیندار بھی صرف اپنی reputation پر چل رہے ہیں۔ ہمیں گندم کی قیمت بڑھانے کا کوئی شوق نہیں، جس طرح بر وقت بحث کا آغاز کیا گیا ہے حکومت پنجاب اس میں کوئی اچھے اقدام اٹھائے انشاء اللہ تعالیٰ ہم ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری شمشاد احمد خان!

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میں بھی ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے wheat pills، جو گندم میں رکھنے والی گولیاں ہوتی ہیں یہ pesticides کی ایک قسم ہے، یہ ایک ایسا زہر ہے جس کا antidote یعنی تریاق نہیں ہے۔ یہ ہمارے دیہاتوں میں عام دُکانوں پر مل رہی ہیں وہ بچے، بچیاں اور لوگ جن میں خود کشی کا رجحان ہوتا ہے وہ جب اسے کھا لیتے ہیں تو وہ بالکل نہیں بچتے، اس میں 100 فیصد اموات ہو رہی ہیں۔ میں ڈاکٹر ہوں مجھے پتا ہے کہ ایسے مریضوں کا بلڈ پریشر آہستہ آہستہ down ہوتا ہے اور اگلے

چھ، سات گھنٹے میں وہ مر جاتے ہیں لہذا آپ سے درخواست ہے کہ اس پر پابندی لگائی جائے یا ان ادویات کی ڈیلوری کا سسٹم بہت ہی ذمہ دار لوگوں کو دیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شمشاد احمد خان!

چودھری شمشاد احمد خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آج سب سے اہم issue پر بحث ہو رہی ہے اور اس ایوان میں بیٹھی اکثریت کا تعلق اسی issue کے ساتھ ہے۔ مجھ سے پہلے بے شمار دوستوں نے بہت اچھی تجاویز دی ہیں اس میں تو کوئی دو رائے نہیں کہ اس صوبہ کا کاشتکار جن حالات سے گزر رہا ہے اگر آپ چند سالوں کا سروے کروائیں تو گندم کی کاشت بتدریج کم ہو رہی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ کاشتکار کو جن فصلوں کی کاشت پر زیادہ پیسے ملتے ہیں یقیناً وہی فصلیں کاشت کرتے ہیں ہمارا علاقہ چونکہ paddy اور گندم کا علاقہ ہے وہاں پر 99 فیصد گندم اور چاول کاشت کیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی فصلیں ہمارے علاقہ میں کاشت کی جاتی ہیں سب سے کم پیسے گندم کی فصل میں رہ گئے ہیں اس لئے لوگ اس کو چھوڑ کر دوسری فصلوں پر توجہ دے رہے ہیں۔ میں منسٹر صاحب کی seriousness پر، اگر یہ میری طرف تھوڑی سی توجہ دیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مجھ سے بات کریں۔

چودھری شمشاد احمد خان: جناب سپیکر! بہت اہم گفتگو ہے اور انہوں نے یہ سب points note کرنے ہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: وہ note کر رہے ہیں۔

چودھری شمشاد احمد خان: کوئی ضروری نہیں ہے کہ آپ نے ہر بات میں بولنا ہوتا ہے۔ ایوان کا کوئی decorum بھی ہوتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

آپ توجہ سے سُنیں، میں نے آپ سے متعلق بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ مجھ سے بات کریں، اپنا ٹائم ضائع نہ کریں۔

چودھری شمشاد احمد خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس کے دو تین طریقے ہیں یا تو گندم کا ریٹ بڑھا دیا جائے اور اس کے اوپر باقاعدہ ایک زمینداروں کی کمیٹی بنائی جائے جو یہ طے کرے کہ اس گندم کا ریٹ کیا ہو گا، کسان کو کس ریٹ پر گندم وارا کھائے گی اور کس ریٹ پر وہ کاشت کرے گا، اگر

گندم کا ریٹ نہیں بڑھایا جاتا تو اس کا دوسرا طریقہ بھی موجود ہے۔ ہمارے ہمسایہ ملک کی طرف اگر آپ دیکھیں تو وہاں اس وقت ڈی اے پی کھاد کا ریٹ 1200 روپے، ڈیزل کا ریٹ 55 روپے، یوریا کا ریٹ 280 روپے اور ٹریکٹر کی قیمت 2 لاکھ سے 4 لاکھ کے درمیان ہے۔ اس کے علاوہ بھی اگر آپ اپنے ہمسایہ ملک کی طرف دیکھیں تو وہاں پر بہترین ریسرچ سنٹر موجود ہیں جو ہر سال نئے بیج کسانوں کو introduce کرواتے ہیں۔ جس طرح آج ہمارے ملک کی معیشت تنزلی کی طرف جا رہی ہے اگر آپ نے اس کی معیشت کو بہتر کرنا ہے، اگر اس ملک کا زرمبادلہ بڑھانا ہے تو پھر اس کا ایک ہی حل ہے کہ ایگریکلچر سیکٹر کو مضبوط کیا جائے، اس کی ریسرچ کو بہتر کیا جائے، اس کی زمینوں کی laser levelling کی جائے، اس کی لیبارٹریوں کو بہتر کیا جائے اور وہ کسان کو یہ بھی بتائے کہ آپ کی زمین کو کس کھاد کی ضرورت ہے، آپ کی زمین کو کس pesticide کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اگر دنیا کے اندر survive کرنا ہے تو پھر ایگریکلچر جس کے بارے میں ہمیشہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے لیکن اس ریڑھ کی ہڈی کو کبھی مضبوط نہیں کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ضرورت ہے کہ اس ریڑھ کی ہڈی کو مضبوط کیا جائے کیونکہ اگر ریڑھ کی ہڈی مضبوط ہو گی تو جسم مضبوط ہو گا اگر ریڑھ کی ہڈی کمزور ہو گی تو جسم کام نہیں کرے گا۔ اس سلسلے میں میری مختصر سی تجاویز ہیں کہ اگر آپ گندم کی average نکال کر دیکھیں، لکھا اور پڑھا تو یہ جاتا ہے کہ ہماری average اس وقت پینتیس سے چالیس من ہے لیکن اگر آپ عملی طور پر check کروائیں تو اس صوبے کی average پچیس سے اٹھائیس من سے زیادہ نہیں ہے۔ پچیس سے اٹھائیس من کی average اگر زمیندار لے گا اور اگر اس کے خرچے نکالے جائیں تو ایک منٹ میں سمجھ آ جائے گی کہ کیوں گندم کی فصل بتدریج تنزلی کی طرف جا رہی ہے۔ اگر ریٹ نہیں بڑھانا تو پھر سبسڈی دی جائے، کسان کو ٹریکٹر سستا مہیا کیا جائے، کسان کے بجلی کے بلوں کو کم کیا جائے بلکہ flat rate مقرر کئے جائیں اور اس کے علاوہ زرعی ادویات پر بھی سبسڈی دی جائے۔ کسان کو اپنی زمین level کرنے کے لئے آج بہت سی مشکلات ہیں، دفاتر کے اندر جانا پڑتا ہے، کچھ لوگ محسوس کریں گے کہ بار بار ہمارے ہمسایوں کا کیوں ذکر کیا جاتا ہے؟ میں یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے ایک system establish کر دیا ہے، میں وہاں پر دو تین دفعہ گیا ہوں، ہم بنگلور میں ایک بہت خوبصورت بلڈنگ کے پاس سے گزر رہے تھے تو میں نے پوچھا کہ یہ بلڈنگ کس محکمہ کی ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ لائیو سٹاک اور ایگریکلچر کا ریسرچ سنٹر ہے۔ اس طرح انہوں نے اپنی زراعت کو بہتر کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے لیکن اب سوچنے کا وقت

نہیں بلکہ فیصلے کا وقت ہے، اب کسان کو مضبوط کرنے کا وقت ہے، اب اس ملک کی معیشت کو بہتر کرنے کا وقت ہے اور اس ملک کی معیشت اس وقت بہتر ہو گی جب کسان مضبوط ہو گا، جب کسان کے بچوں کے پاس کھانے کے لئے کچھ ہو گا تو وہ اس ملک کے لئے بہتر ہی کرے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! چونکہ یہاں پر وزیر خوراک بھی تشریف فرما ہیں اس لئے میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہمارے پاس زیادہ گندم produce ہو جائے تو پھر بھی ہم مصیبت میں آ جاتے ہیں کیونکہ ہم اسے سنبھال بھی نہیں سکتے۔ ہمارے پاس storage کی بھی کمی ہے اگر ہمارے پاس گندم کم ہو جائے تو پھر پہلے ہی زر مبادلہ کی کمی ہے کیونکہ اس سے ہمارا زر مبادلہ ضائع ہوتا ہے لہذا ہمیں اس پر بھی توجہ کی ضرورت ہے کہ جب گندم produce ہو تو ہمارے پاس کوئی ایسا سسٹم موجود ہو جس سے ہمیں یہ اندازہ ہو سکے کہ اس سال گندم کی پیداوار کتنے لاکھ ٹن ہو گی، ہماری ضرورت کتنے لاکھ ٹن ہے، کتنی گندم اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے زائد آئے گی اور اس کا کیا بندوبست کرنا ہے۔ میں نے آپ کا وقت بہت زیادہ لیا ہے، میں ڈیپارٹمنٹ اور وزیر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت اہم issue پر debate شروع کروائی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے debate شروع نہیں کروائی جنہوں نے کروائی ہے آپ ان کا نام نہ لینا۔

حلف

نو منتخب ممبران اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: مجھے پتا چلا ہے کہ دو معزز ممبران جناب احمد علی خان دریشک اور سردار علی رضا خان دریشک elect ہو کر اس معزز ایوان میں آج تشریف لائے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں ان سے کہوں گا کہ وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان، آئین کے آرٹیکل 65 اور 127 کے تحت حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشستوں سے کھڑے ہو جائیں اور اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کریں۔

(اس مرحلہ پر مندرجہ ذیل دو معزز ممبران نے حلف لیا اور حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
1۔	جناب احمد علی خان دریشک	پی پی۔243 ڈیرہ غازی خان 4
2۔	سردار علی رضا خان دریشک	پی پی۔247 ڈیرہ غازی خان 8

آپ کو مبارک ہو،اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو دو منٹ کے لئے اپنی بات کر سکتے ہیں، میں معزز ممبران کو دو دو منٹ کے لئے floor دے رہا ہوں تاکہ یہ اپنی بات کر لیں لیکن میری آپ سے یہ بھی گزارش ہو گی کہ کسی کی دل آزاری نہیں ہونی چاہئے،اپنی بات اچھے طریقے سے کریں اور آپ میں سے جو بھی پہلے بات کرنا چاہے وہ کرے۔ مہربانی

جناب احمد علی خان دریشک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو پارٹی چیئرمین عمران خان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھ پر اعتماد کا اظہار کیا اور مجھے پی پی۔243 کے لئے select کیا اور پارٹی کی ٹکٹ دی۔اس کے بعد میں اپنے علاقے کی غریب عوام کا شکریہ ادا کروں گا کہ جنہوں نے مجھے بھاری اکثریت میں ووٹ ڈالے۔ میں اپنے علاقے کے حوالے سے بتاؤں گا کہ میرا حلقہ پی پی۔243 بہت ہی پسماندہ ضلع کا پسماندہ ترین علاقہ ہے۔وہاں سے سابقہ نمائندگان جو یہاں ایوانوں میں بیٹھے رہے وہ تھانوں سے منتھلیاں لیتے رہے،لوگوں پر ظلم اور زیادتیاں کرتے رہے،وہاں پر لٹریسی ریٹ بہت ہی کم ہے بلکہ بالکل ہی zero ہے۔ سکول لوگوں کے ڈیرے بن چکے ہیں۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آگے آپ کو بہت موقعے ملیں گے۔ابھی میرے خیال میں آپ کوئی شکریہ والی بات کر لیں۔اتنا ہی کافی ہے۔

جناب احمد علی خان دریشک: جی، بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار علی رضا خان دریشک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! وقت دینے کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں۔ میں سب سے پہلے رب ذوالجلال کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے مجھے یہ عزت دی۔اس کے بعد میں حلقے کی غیور عوام کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ نئے الیکشن کمیشن کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے free and fair الیکشن کی opportunity دی۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے بعد میں اپنے منتخب ہونے والے نئے ساتھیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہ امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ ایوان لوگوں کی توقعات پر پورا اترے گا۔ میں اجنبی ہوں اور نہ اس ایوان کے در و دیوار سے ناآشنا ہوں۔ ہم جمہوری لوگ ہیں اور جمہوریت پر ہی یقین رکھتے ہیں۔اس سے قبل میں general election contest کر چکا ہوں۔ ہم کیسے ہارے اس بات کا پتا ہم ہارنے والے سے زیادہ جیتنے والوں کو ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

"جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے"

جناب سپیکر! اگر جمہوریت کا مطلب عوام کے ذریعے حکومت ہے تو اس کا بہترین مقصد عوام کے لئے ہونا چاہئے۔ جمہوریت کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہے کہ ہم منتخب ہو کر پانچ سال کے لئے عوام کو بھول جائیں اور خود کو اتنا اونچا کریں کہ عوام کی ہم تک رسائی نہ ہو۔ ایسے جمہوریت کش رویوں سے ہمیں اجتناب برتنا ہوگا تب جا کر ہم جمہوریت کے پیڑ کو تن آور درخت میں بدل سکیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم عوام کے نمائندے ہیں۔۔۔

جناب فیضان خالد ورک: معزز ممبر پہلے دن بول رہے ہیں لیکن لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: No. Order please. ان کو بات کرنے دیں۔ جی، علی رضا دریشک صاحب!

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! ہم عوام کے نمائندے ہیں اور عوام کے دکھوں کا مداوا کرنا اور ان کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھنا ہمارا فرض ہے۔ عوام جس حال میں ہے ہم میں سے کم ہی لوگوں کو معلوم ہوگا کہ عوام غربت، جہالت بیماری، بے روزگاری، لاقانونیت، توانائی کے بحران، فرقہ واریت کے عذاب اور مہنگائی کے جس عذاب میں مبتلا ہیں ہمیں شاید اس ٹھنڈے ایوان میں اس کا احساس نہ ہو لیکن آج وقت آ گیا ہے کہ ہمیں اس کا ادراک کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میں آخر میں عمران خان اور پی ٹی آئی کے ایک ادنیٰ کارکن کی حیثیت سے آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ حکومت کے ہر اچھے کام کی تعریف کریں گے۔ گو حکومت کے پچھلے تین چار ماہ کی کارکردگی یہ بتاتی ہے کہ اس کی نوبت نہیں آئے گی۔ غلط کاموں اور عوام دشمن فیصلوں کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔

جناب سپیکر: اب مہربانی کریں۔ شکریہ

سردار علی رضا خان دریشک: مخالفت برائے مخالفت کی فرسودہ روایت کو دفن کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، ضرور کریں گے۔

سردار علی رضا خان دریشک: جمہوریت کے حسن کو سنواریں گے۔ محض لفظوں کے ذریعے نہیں بلکہ اپنے عمل سے ثابت کریں گے۔ یہ پی ٹی آئی کا وعدہ ہے اور یہ ہمارے قائد کا نعرہ ہے کہ تبدیلی ناگزیر ہے جو جلد یا بدیر آئے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، احسن ریاض فتیانہ صاحب! تشریف فرمائیں؟

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! انہیں بولنے دیا کریں یہ new comer ہیں۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ اب ایجنڈے کی طرف آتے ہیں۔ جی، جناب محمد عارف عباسی صاحب!

گندم کی امدادی قیمت کی تجاویز پر عام بحث

(جاری۔۔۔)

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! گندم کی قیمتوں کا جو مسئلہ ہے یہ ہمارے لئے اسی طرح ہے جس طرح آگے کنواں پیچھے کھائی۔ قیمتیں بڑھائیں پھر عذاب نہ بڑھائیں پھر عذاب اس لئے ہمیں اس مسئلے کو انتہائی سنجیدگی سے تمام معروضی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے دستیاب وسائل اور درپیش مسائل کو دیکھتے ہوئے اس طرح کی پالیسی بنانی چاہئے کہ ہم عوام پر بوجھ ڈالے بغیر کسان کی مشکلات کو کم کر سکیں۔ پاکستان کا کسان نہ محنت میں کسی سے کم ہے نہ اہلیت میں کسی سے کم ہے نہ ہماری زمینیں کسی اور کی زمینوں سے کم زرخیز ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ زراعت ملک کی معیشت کی backbone ہے ریڑھ کی ہڈی ہے تو کیا وجہ ہے کہ زرعی ملک ہونے کے باوجود آٹا غریب عوام کی پہنچ سے باہر ہے اور کسان بدحال ہے۔ اس وقت پاکستان میں جس طبقے پر سب سے زیادہ تنقید ہوتی ہے وہ زمیندار طبقہ ہے۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اس وقت جتنا مظلوم زمیندار طبقہ ہے، اسے جو مسائل درپیش ہیں شاید ہی وہ ہمارے معاشرے کے کسی اور طبقے کو درپیش ہوں۔ ہمارے کاشتکار گھرانوں کا وہ بچہ جو چلنے پھرنے کے قابل ہوتا ہے اور کھیتوں میں پہنچ سکتا ہے تو وہ کھیتوں میں پہنچتا ہے اور ہمارے وہ بزرگ جن میں چلنے پھرنے کی سکت ہوتی ہے وہ بھی کھیتوں میں ہوتے ہیں، وہاں کوئی سوشل ویلفیئر کی سہولیات ہیں، کوئی لیبر لاء ہیں اور نہ ہی کوئی چائلڈ پروٹیکشن ہے اس کے باوجود سب سے زیادہ تنقید اسی طبقے پر کی جاتی ہے۔ میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا صرف یہ چاہتا ہوں کہ ان مسائل کی طرف آپ کی توجہ

دلاؤں کہ ہماری جو پالیسیاں بنی ہوئی ہیں ان کے نفاذ اور ہمارے پاس جو وسائل ہیں جنہیں ضائع کر رہے ہیں ان کو استعمال کرتے ہوئے قیمت بڑھائے بغیر کسان کی مشکلات کو کم کیا جائے اور قیمت بڑھانے سے عام آدمی پر بوجھ بھی نہ پڑے۔ اس وقت کسان کے جو سب سے بڑے مسائل ہیں وہ بے ایمانی اور بد دیانتی کے ہیں، جب بیج کی ضرورت ہوتی ہے تو بیج کی قیمت بڑھ جاتی ہے، دوائی کی ضرورت ہوتی ہے تو مارکیٹ میں سات آٹھ درجے کی ادویات available ہوتی ہیں ایک نمبر، دو نمبر، تین نمبر، چار نمبر اور پانچ نمبر کھاد کی ضرورت ہوتی ہے تو کھاد کی قیمت اصل قیمت سے کئی فیصد زیادہ پر کسان کو خریدنی پڑتی ہے۔ باردانے کا وقت آتا ہے تو باردانے کی جو سرکاری قیمت ہوتی ہے اس سے کئی گنا زیادہ قیمت دے کر کسان باردانہ لیتا ہے۔ اس کے بعد کسان کی سب سے بڑی مجبوری یہ ہوتی ہے کہ وہ غریب قرض لے کر بیج لیتا ہے، ڈیزل بھی قرض پر لیا ہوتا ہے، کھاد بھی قرض پر لی ہوتی ہے۔ جب فصل تیار ہوتی ہے تو اس کی پہلی کوشش ہوتی ہے کہ میں اسے کسی طرح بیچ کر قرض خواہوں کے قرض کی رقم ادا کروں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ قیمت بڑھانے سے چھوٹے کاشتکار کو وہ فائدہ نہیں ملتا بلکہ یہ سارا فائدہ middleman اور investor اٹھا جاتا ہے۔ ہمیں ان مسائل کو دیکھنا ہو گا کہ ہم کس طرح شفاف طریقے سے کھاد کو مقررہ وقت پر سیزن کے دوران ضرورت کے وقت وافر مقدار میں مارکیٹ میں مہیا کریں اور سرکاری ریٹس پر وہ کھاد کسان کو ملے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد دوسری سب سے اہم چیز ادویات ہوتی ہیں۔ آپ زمیندار ہیں اور میں بھی چھوٹا موٹا کاشتکار ہوں میرا بھی تھوڑا بہت کاشتکاری سے تعلق ہے۔ ہمیں جس طرح سے دوائی ملتی ہے اور جس قیمت پر ملتی ہے پھر اس کی quality کا ہمیں پتا نہیں ہوتا کہ وہ ایک نمبر، دو نمبر یا چھ نمبر ہے۔ اگر پانچ سو روپے کی صحیح دوائی سے ہمارے کھیت کی ضرورت پوری ہو سکتی ہے لیکن بعض اوقات چھ دفعہ بھی دوائی استعمال کریں تو ہماری فصل وائرس کے حملے سے محفوظ نہیں رہتی۔ ایک تو ہم وافر مقدار میں کھاد مہیا کریں دوسرا زرعی ادویات پر چور بازاری اور ناجائز منافع خوری کو ختم کر دیں۔ یہ لوگ اس معاشرے کا ناسور ہیں جو اپنے منافع کے لئے دو نمبری کرتے ہیں تو ان پر انتظامیہ کے ذریعے کنٹرول کیا جائے۔

جناب سپیکر! اسی طرح باردانہ چار، پانچ یا چھ گنا زیادہ قیمت پر کسان کو ملتا ہے۔ اگر یہ سرکاری نرخوں پر مہیا ہو جائے تو بیس یا تیس روپے فی بوری کے حساب سے کسان کو فائدہ ہو گا۔ میری یہ تجویز ہے کہ گندم کی قیمت بڑھانے کی بجائے کسان کو فی ایکڑ کے حساب سے incentive دیں۔ اگر اوسط

پیداوار تیس من فی ایکڑ ہے تو ہم گندم کی قیمت بڑھانے کی بجائے incentive دے دیں کہ جو کسان تیس من فی ایکڑ سے زیادہ جتنی گندم اگائے گا تو وہ اس سے زیادہ قیمت پر خریدی جائے گی۔ سب سے اہم مسئلہ middleman کا ہے کیونکہ کسان کا سارا منافع middleman لے جاتا ہے۔ ہم سب کو سر جوڑ کر بیٹھنا ہوگا تاکہ middleman کا کردار ختم کیا جا سکے۔ کسان کو تمام جائز سہولتیں اس طریقے سے میسر کی جائیں کہ جس سے حکومت کا پیسا نہ ڈوبے، کوئی ناجائز فائدہ نہ اُٹھائے اور کسان کے مسائل بھی حل ہو سکیں۔ مثال کے طور پر اگر ایک اکاؤنٹ سے کسان کو قرض دیا جاتا ہے اور جب اس کی گندم خریدی جائے تو اسے ادائیگی اسی اکاؤنٹ کے ذریعے سے کی جائے یعنی بنک اپنے پیسے کاٹ کر باقی ادائیگی کسان کو کر دے۔

جناب سپیکر! میں خطہ پوٹھوہار سے تعلق رکھتا ہوں۔ آج تک جتنی بھی زرعی پالیسیاں بنی ہیں ان میں خطہ پوٹھوہار کو یکسر نظرانداز کیا گیا۔ ہمارے علاقے کے معروضی حالات کے پیش نظر کسان کو سہولتیں مہیا کی جائیں۔ میری حکومت سے گزارش ہوگی کہ اب جب بھی کاشتکاروں کے لئے پالیسی بنائی جائے تو اس میں خطہ پوٹھوہار کے لوگوں کو بھی شامل کیا جائے اور ہمارے علاقے کے کسانوں کی ضروریات کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ ہمارے علاقے میں بنجر اور خالی زمینیں پڑی ہیں۔ ہمارے مخصوص حالات کے مطابق study کرنے کے بعد اگر وہاں کے کسانوں کو سہولتیں مہیا کی جائیں اور لوگوں کو aware کیا جائے تو میرا خیال ہے کہ یہ زمینیں بھی پنجاب کے غلے میں کچھ نہ کچھ contribute کر سکتی ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ رانا محمد ارشد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن و ثقافت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت عنایت کیا۔ ماشاءاللہ معزز ممبران نے بڑی اچھی discussion کی اور بہترین تجاویز دی ہیں۔ میں بھی اس میں تھوڑا سا endorse کرنا چاہتا ہوں۔ آج کا زمیندار بے شمار مشکلات میں مبتلا ہے۔ بجلی کا مہنگا پن، نہروں میں پانی کی کمی اور موسم کی شدت کے باوجود زمیندار دن رات محنت کرتا ہے۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ گندم کی قیمت میں اضافہ کیا جائے کیونکہ گندم کی قیمت میں اضافہ زمیندار کی مشکلات کا حل قطعاً نہیں ہے۔ ہمیں زمیندار کو facilitate کرنا ہوگا۔ ہمیں زمیندار کو کھاد، بیج اور باردانہ بروقت مہیا کرنے کا انتظام کرنا چاہئے۔ اگر گندم کی قیمت میں اضافہ کر دیا جائے تو عام شہری پر مہنگائی کا بوجھ پڑتا ہے۔ چھوٹے زمیندار کو سولر ٹیوب ویل مہیا کرنے کی

سکیم بہت اچھی ہے اس کے تحت زمیندار کو فائدہ ہو گا اور ultimately اس سے قیمتیں بھی کنٹرول ہو سکیں گی۔ پنجاب کا زمیندار دن رات محنت کر کے گندم اگاتا ہے اور جب اس کی فصل اچھی آتی ہے تو یہ گندم پورے پاکستان میں پہنچتی ہے۔اسی طرح جو گندم پاکستان سے باہر بھیجی جاتی ہے اس میں بھی پنجاب کے زمیندار کا کردار نمایاں ہوتا ہے۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ پچھلے سالوں میں گرین ٹریکٹر سکیم ہمارے زمینداروں کے لئے بڑی مؤثر رہی ہے۔یہ سکیم کسی ایک فرد واحد کے لئے نہیں بلکہ سب زمینداروں کے لئے تھی۔میں یہ چاہتا ہوں کہ کسانوں کو مزید facilitate کرنا چاہئے اور middleman کا کردار minimum کیا جائے تاکہ کسان کو direct فائدہ ہو سکے۔وہ دن رات محنت کرتا ہے اور اسے اپنی محنت کا پھل صحیح طریقے سے ملنا چاہئے۔اسی طرح زرعی ادویات کا check and balance ہونا چاہئے اور صرف اچھی زرعی ادویات ہی زمیندار کو مہیا کی جانی چاہئیں تاکہ وہ فصل کی بہتری میں معاون ثابت ہو سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ معزز ممبران نے جتنی تجاویز دی ہیں وہ بہت اچھی ہیں ان پر عملدرآمد یقینی بنایا جائے۔

حلف

نومنتخب ممبر اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ میرے علم میں آیا ہے کہ ایک نومنتخب معزز ممبر چودھری سرفراز افضل ایوان میں موجود ہیں۔ میں ان سے کہوں گا کہ وہ حلف لینے کے لئے اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں۔ آپ نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل۔65اور 127 کے تحت حلف اُٹھانا ہے۔ میں جب "میں" کہوں گا تو آپ اپنا نام لیں گے اور حلف اُٹھانے کے بعد آپ نے حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کرنے ہوں گے۔اس کے بعد پھر آپ مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مبارکباد کے مستحق ہو جائیں گے۔

(اس مرحلہ پر نومنتخب معزز ممبر اسمبلی چودھری سرفراز افضل پی پی۔6 نے حلف اُٹھایا)

آپ کو مبارک ہو۔

(اس مرحلہ پر نومنتخب ممبر اسمبلی چودھری سرفراز افضل نے حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

چودھری صاحب! آپ کچھ بولنا چاہتے ہیں تو آپ دو منٹ کے لئے بات کر لیں۔

چودھری سرفراز افضل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا انتہائی مشکور ہوں۔ اُس کے بعد اپنی قیادت میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور بالخصوص چودھری نثار علی خان کا انتہائی مشکور ہوں کہ جنہوں نے ایک دفعہ دوبارہ مجھ پر اعتماد کیا جس کی وجہ سے میں اس ایوان کا دوبارہ ممبر بنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور میرے حلقے کی عوام کا مجھ پر دوبارہ اعتماد کا اظہار ہے۔ میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں اور میں نے پہلے بھی ہمیشہ یہ کوشش کی کہ اس ایوان کے قوانین کی پاسداری کروں۔ آئندہ بھی انشاء اللہ قوانین کی بھی پاسداری کروں گا اور آپ کو جہاں تک ہماری support کی ضرورت ہو گی اور بالخصوص میری ذات کی support کی ضرورت ہو گی میں اس ایوان کو شکایت کا کوئی موقع نہیں دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ!

گندم کی امدادی قیمت کی تجاویز پر عام بحث

(۔۔۔ جاری)

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے اُن سب لوگوں کو مبارکباد دیتی ہوں جنہوں نے آج حلف اُٹھایا اور اس خواہش کا اظہار کرتی ہوں کہ ہم اس ایوان میں جس کام کے لئے آئے ہیں ہم مل کر ایسے فیصلے کر سکیں جو اس ایوان کے لئے اچھے ہوں اور ہم اُس کا حق ادا کر سکیں جو اللہ نے ہمیں عزت دی ہے۔

جناب سپیکر! میرے بھائیوں نے زراعت پر اتنی اچھی باتیں کی ہیں اور دونوں طرف سے بہت اچھے مشورے آئے ہیں۔ میں تنقید برائے تنقید کی قائل نہیں ہوں تو چونکہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور ہماری پہچان ہی زراعت ہے لیکن المیہ یہ رہا ہے کہ زراعت پر ہمارا اصل focus ہونا چاہئے تھا جبکہ ہمارا یہی شعبہ سب سے زیادہ ignore رہا ہے۔ یہ حکومت قومی اور صوبائی سطح پر بھی ایک اچھا mandate لے کر آئی ہے تو اگر ہم آج بھی اپنی زراعت کو مضبوط کر لیتے ہیں اور ایک زرعی ملک کے طور پر اپنی پہچان کروا لیتے ہیں تو یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہو گی۔ زراعت کا تعلق صرف ایک زمیندار سے نہیں ہے بلکہ ایک کسان، مزدور اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر شخص کی زندگی اور اچھی صحت کا انحصار زراعت پر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے مال مویشیوں کی زندگی کا انحصار بھی زراعت پر ہے۔ بدقسمتی سے زراعت میں جو ادویات استعمال ہو رہی ہیں اُن پر کوئی check and balance نہیں

ہے اور کوئی ایسا سسٹم نہیں ہے کہ ہم دیکھیں کہ کیا اچھی کوالٹی کی ادویات فصلوں میں ڈالی جارہی ہیں۔ ہمارے ملک میں پچھلے کچھ عرصے سے انہی مضرِ صحت ادویات کی وجہ سے کینسر کی شرح بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اور میں نے ابھی پچھلے دنوں کسی ایک بات پر یہ بات کی تھی اور یہاں پر میرے ایک بھائی نے بھی بات کی کہ ہمیں ریسرچ سنٹرز قائم کرنے کی بہت ضرورت ہے جن میں ہم طے کر سکیں کہ کون سی ادویات مفید ہیں اور کون سی مفید نہیں ہیں۔ ہم بغیر ادویات کے بھی گندم اور دیگر فصلیں اگا سکتے ہیں۔ میں یہاں پر اپنی ایک دوست کا ذکر کرنا چاہوں گی کہ وہ امریکہ سے زراعت کے حوالے سے ایک زبردست کورس کر کے آئی ہے۔ وہ ہمیں بتاتی ہے کہ آپ اپنے گھر میں اپنا اناج کیسے اگا سکتے ہیں۔ اُس نے اپنے گھر کے لان میں ایک مرلہ زمین پر گملوں میں سبزیاں اور پورے پورے پیڑ اگائے ہوئے تھے، اُن سبزیوں کا ذائقہ اتنا لذیذ تھا کہ لگتا تھا کہ وہ سبزیاں یہاں کی نہیں ہیں۔ وہ امریکہ سے پڑھ کر آنے کے بعد یہاں پنجاب کے ایک محکمے میں شامل ہوئی لیکن اُس نے جو گزارشات دیں تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس مقصد کے لئے جو پیسہ رکھا ہے ہمارا اس سے نقصان ہو گا تو انہوں نے اُس کو نوکری سے فارغ کر دیا کہ آپ کی ہمیں ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہمیں انسانی صحت کا خیال رکھنا چاہئے اور پوری دنیا میں انسانی جان کی بہت اہمیت ہے لیکن یہاں پر سب سے زیادہ انسانی جان اور صحت ignore ہوتی ہے۔ ان اجناس کو انسان کھاتے ہیں لیکن یہ بڑھتا ہوا کینسر، ہیپاٹائٹس اور دیگر موذی بیماریوں کی وجہ یہی ہے کہ ہم بغیر سوچے سمجھے ایسی مضر ادویات کا اپنی فصلوں پر چھڑکاؤ کرتے ہیں کہ جن سے ہماری فصل زیادہ ہو اور ہم اس حوالے سے کوئی بھی طریقہ اختیار کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں تو میری گزارش ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ ریسرچ سنٹرز کھولیں اور جو اچھی تجاویز آئی ہیں وہ خواہ اپوزیشن سے آئی ہیں یا کہیں سے بھی آئی ہیں آپ ان پر عملدرآمد کرنے کی کوشش کریں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، شاباش۔ جی، پی پی۔222، محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ)!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے دو دن پہلے بھی پی پی۔222 فرما کر مجھے مخاطب کیا تھا، وہ اخبارات میں جب شائع ہوا، میں دو دن حلقے میں رہ کر آیا تو میرے حلقے والے بڑے خوش تھے انہوں نے مجھے بڑا appreciate کیا کہ اس حلقے سے جو تیس سال ایم پی اے رہا اُس کے حوالے سے پی پی۔222 اسمبلی میں کبھی نہیں پُکارا گیا اس لئے میں آپ کا بڑا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں پی پی۔222 ہی ٹھیک ہوں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ سارے معزز ممبران کی طرف سے بڑی اچھی تجاویز آئیں کہ ان سب دوستوں نے کہا ہے کہ ہمسایہ ممالک میں چوکر کی قیمت بہت کم ہے اور کھاد کی قیمت بھی بہت کم ہے تو انہوں نے آپ کو یہ نہیں بتایا کہ ہمارے ہمسایہ ممالک میں گندم کی قیمت بھی کم ہے۔ internationally ہمارے ہاں گندم کا ریٹ پہلے ہی زیادہ ہے۔ آج ہی یوکرائن سے گندم import ہوئی ہے اُن کو سارے incidental charges سمیت کوئی 3ہزار روپے فی بوری پاکستان میں مل رہی ہے جو import ہو کر یہاں پر آئی ہے۔ میرے خیال میں جب بھی آپ گندم کا ریٹ بڑھاتے ہیں وہ ریٹ زمیندار کو کبھی بھی پورا نہیں ملا۔ گندم پیدا کرنے والے کسان تک گندم کی پوری قیمت پہنچانے کے لئے middleman کے کردار کو کم از کم کیا جائے یا بالکل ختم کر دیا جائے تاکہ کسان کو اپنی گندم کی پوری قیمت مل سکے۔ میں نے آج اخبار میں پڑھا کہ انہوں نے گندم کا ریٹ -/1330 روپے فی من مقرر کیا ہے۔ آپ اب گندم کا جو ریٹ بڑھائیں گے اُس کا اثر روٹی کھانے والے پر تو پڑے گا لیکن اس بڑھے ہوئے ریٹ کا فائدہ کسان کو نہیں ہوگا۔ میری تجویز ہے کہ گندم کا ریٹ بڑھانے کی بجائے اس کے incidental charges کو کم کروایا جائے اور middleman کا کردار ختم ہو تاکہ کسان تک گندم کا صحیح ریٹ پہنچ سکے۔ یہاں پر bumper crop کا ذکر ہوا تو جب bumper crop ہوتی ہے تو محکمہ خوراک کے پاس گندم کو سنبھالنے کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہوتی اس لئے وزیر خوراک سے میری گزارش ہے کہ آج ہی سے اس حوالے سے initiatives لئے جائیں تاکہ اللہ کرے کہ ہمارے صوبے میں پھر bumper crop پیدا ہو اور ہم اُس کو سنبھالنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں اور ہمارا یہ ملک اس پوزیشن پر آ جائے کہ ہم کسی وقت میں گندم export کرتے تھے اور آج import کر رہے ہیں تو دوبارہ سے ہماری export والی پوزیشن ہو جائے اس لئے ہمیں گوداموں کی capacity بڑھانے کے لئے زیادہ سے زیادہ initiatives لینے چاہئیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب! وقت کا خیال رکھئے گا اور اختصار سے بات کیجئے گا کیونکہ منسٹر صاحب نے بھی جواب دینا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے احساس ہے پانچ بجے اجلاس شروع ہوا تھا دس بجے ختم کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ قانون پڑھ لیا کریں، مجھے پڑھائیں اور نہ سکھائیں۔ مجھے پڑھنا آتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے اس حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ حالیہ سیلاب کے نتیجے میں کسان کی کمر ٹوٹی ہے۔ اس دفعہ کے سیلاب نے کافی تباہ کاریاں کی ہیں۔ میں خود بھی ذاتی طور پر بہت سے علاقوں میں گیا ہوں۔ میں نالہ ڈیک سے متاثرہ علاقہ میں گیا جہاں مجھے ایک ایسی بستی میں جانے کا اتفاق ہوا جو چاروں طرف سے پانی میں گھری ہوئی تھی۔ مجھے وہاں جانے کے لئے کمر تک تیزی سے بہتے ہوئے پانی میں سے گزرنا پڑا، ہم پانچ چھ دوست آپس میں ہاتھ پکڑ کر اکٹھے چلے کہ اگر کوئی پھسل جائے تو اسے گرنے سے بچا سکیں تو میں اس طرح اس بستی میں پہنچا۔ میں جب نارووال روڈ کے اوپر مڑا ہوں تو کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آئی جہاں سیلابی پانی موجود نہ ہو اور وہ سیلابی پانی مسلسل بہہ رہا تھا۔ اس کے نتیجے میں کماد کی فصل بالکل تباہ و برباد ہو گئی تھی اور یہ لگتا تھا کہ یہ پانی کافی دن چلے گا۔ اسی طرح باقی دریاؤں میں پانی آیا ہے، انڈیا نے بھی پانی چھوڑا اور کچھ بارشوں کے نتیجے میں پانی آیا ہے۔ ہماری بھی کم عقلی ہے کہ ہم بعض اوقات ٹیکنیکل چیزوں کو politicize کر دیتے ہیں جس طرح ہمارے ہاں کالا باغ ڈیم کا مسئلہ politicize ہوا ہے۔ یہ منصوبہ technically بڑا sound ہے۔ اگر اِس وقت کالا باغ ڈیم موجود ہوتا تو جو پانی down the stream گیا ہے یہ پانی سٹور ہو جاتا اور پھر off season میں یہ پانی آبپاشی کے لئے بھی دستیاب ہوتا اور اس کے نتیجے میں اِس وقت جو energy کا گھمبیر crisis ہے اِس کی شدت میں بھی کمی آتی۔

جناب والا! ایک ملین کیوبک فٹ پانی کی قیمت بین الاقوامی مارکیٹ میں ایک ارب ڈالر ہے۔ اس وقت کے جو اعداد و شمار ہیں ہم نو سے دس بلین ڈالر کا پانی اِسی سیلاب کے زمانے میں down the stream بھیج کر ضائع کر چکے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا نقصان ہوا ہے۔ میں نے پہلے بھی یہ بات یہاں ایوان کے سامنے رکھی تھی۔ اب بھی یہ اچھا موقع ہے کہ اس پر از سر نو کاوش کو شروع کریں اور تمام صوبوں کے اندر کالا باغ ڈیم کے منصوبے اور دیگر پانی کو سٹور کرنے کے منصوبوں پر consensus پیدا کریں تاکہ سیلاب کے پانی سے کم سے کم نقصان ہو۔ اب جن علاقوں میں نقصان ہوا ہے، اس کے فوراً بعد جو فصل یہاں کاشت ہوتی ہے وہ گندم کی فصل ہے۔ اب کاشتکار سمجھتا ہے کہ گندم cash crop نہیں ہے۔ اس پر وہ بڑی محنت کرتا ہے لیکن بمشکل اس کے اخراجات کو بعض اوقات پورا کر پاتا ہے اور کبھی اخراجات بھی پورے نہیں ہوتے۔ وہ گندم صرف اس لئے کاشت کرتا ہے کہ اس نے اسے کھانا ہے۔ اس موقع پر وہ کوئی دوسری فصل لگا نہیں سکتا تو گندم کو لگاتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسان کی کمر اس سیلاب کی وجہ سے ٹوٹی ہے۔ میں نے اس حوالے سے ایک تحریک التوائے کار دی تھی اور

یہ درخواست بھی کی تھی کہ اسے out of turn لیا جائے تاکہ اس پر بھی بات ہو سکے لیکن وہ تو ممکن نہ ہو سکا۔

جناب سپیکر! آج میں اس موقع پر گندم کی قیمت کے حوالے سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس پورے علاقہ میں جہاں سیلاب آیا ہے وہاں حکومت پنجاب آبیانہ سمیت جتنے بھی صوبائی ٹیکس ہیں اُن کو یکسر معاف کرے اور صوبائی حکومت وفاقی حکومت کو بھی اِس بات کی درخواست کرے کہ جو وفاقی ٹیکس ہیں جن میں سب سے اوپر بجلی ہے جو زرعی مقاصد کے لئے کسانوں کے پاس ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں ان کے بجلی کے بلوں کے اندر صد فیصد چھوٹ عنایت کرے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ جس جس علاقے میں نقصانات ہوئے ہیں، میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ جن کا نقصان ہوا ہے اس کے ازالے کے حوالے سے انہیں نقد رقم دی جائے تاکہ وہ آئندہ اس ملک کی غذائی ضروریات کے حوالے سے انتہائی اہم فصل "گندم" کی بوائی اطمینان سے کر سکیں۔

جناب سپیکر! مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ پاکستان میں جو گندم پیدا ہوتی ہے یہ hard wheat ہے، یہ دنیا کی سب سے اچھی quality کی گندم ہے، western world میں جو گندم پیدا ہوتی ہے وہ soft wheat ہے۔ وفاقی حکومت نے کینیڈا سے گندم درآمد کی ہے اگر port پر جا کر وہ bags دیکھے جائیں تو اس پر soft wheat اور for animal use لکھا ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ وہاں پر bags تبدیل ہو جاتے ہیں اور وہ کم quality کی گندم جو وہاں وہ اپنے جانوروں کو کھلاتے ہیں وہ یہاں پاکستان میں ہم گندم کی کمی کی وجہ سے کھانے پر مجبور ہوتے ہیں، ایسا نہیں ہے کہ ہماری زمین اچھی نہیں یا ہمارا کسان اس پر محنت نہیں کرتا، یہاں کسان بھی محنت کرتا ہے اور زمین بھی اچھی ہے۔ ہمارے ریسرچ کے ادارے اب نام کے ہی ریسرچ کے ادارے رہ گئے ہیں۔ انہیں ہر سال ریسرچ کرتے ہوئے نئی سے نئی ورائٹی لانی چاہئے۔ رب کی طرف سے off and on بعض اوقات ایسی نشانیاں بھی آتی ہیں۔ میں مثال کے طور پر عرض کروں گا کہ میں بہاولپور سے منتخب ہوتا ہوں اور لودھراں میں میرا کلینک ہے۔ 1996 میں میرے ایک زمیندار دوست میرے پاس آئے میں نے ان سے پوچھا کہ بھائی آپ کی گندم جو اس دفعہ پیدا ہوئی ہے اس کی اوسط پیداوار کیا آئی ہے ؟ اُن کی سواد و مربع زمین تھی اُنہوں نے مجھے کہا کہ ڈاکٹر صاحب میری اس سیزن میں اوسط پیداوار 72 من فی ایکڑ آئی ہے۔ میں ان کی بات سن کر حیران ہو گیا۔ میں نے کہا کہ یہ تو unprecedented ہے، انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی شک

نہیں ہے کہ یہ بالکل unprecedented ہے لیکن یہ رب کی خاص مہربانی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بیج بھی وہی تھا، ادویات بھی وہی تھیں، محنت بھی وہی تھی اور پانی بھی وہی تھا لیکن رب تعالیٰ نے کرم کیا کہ پہلے اوسط پیداوار 30 سے 35 من فی ایکڑ آتی تھی اس دفعہ 72 من فی ایکڑ آئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری زمین میں یہ capacity موجود ہے لیکن ہم اس capacity کو built نہیں کر پاتے۔ اس پر سوچ بچار کرنے کی ضرورت ہے اور ہمیں اچھی اچھی ورائٹی متعارف کرانے کی بھی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کروں کہ pesticides کے بے محابا استعمال کو بھی curtail کرنے کی ضرورت ہے۔ Western world میں food stuff کے اوپر pesticides کا spray نہیں کرتے۔ میں خود میڈیکل ڈاکٹر ہوں اور کچھ نہ کچھ know how اس حوالے سے رکھتا ہوں۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ 90 فیصد pesticides جب کسی فصل پر لگتے ہیں، specially کھانے پینے کے حوالے سے یہ اس stuff کے اندر جا کر fix ہو جاتے ہیں اور وہ heat کی وجہ سے بھی علیحدہ نہیں ہوتے۔ آپ اس کو جتنا چاہیں پکائیں وہ dissociate نہیں ہوتے، جب آدمی اسے کھاتا ہے اور وہ خوراک معدے میں جاتی ہے، معدے کے اندر جو juices, enzymes and acids ہوتے ہیں ان میں سے hydrochloric acid معدے میں موجود ہوتا ہے اس سے pesticides dissociate ہوتے ہیں، اس کے بعد وہ معدے سے آگے جاتا ہے تو absorb ہو جاتا ہے اور اُس نے جو کیڑے کو damage کرنا ہوتا ہے وہ انسان کو کرتا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ بات عرض کروں گا کہ یہ international level پر ریسرچ ہے کہ pesticides کے بے محابا استعمال کے نتیجے میں کینسر کا مرض بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے اور اس وقت پاکستان میں بہت زیادہ کینسر پھیل رہا ہے۔ اس حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ڈیپارٹمنٹ کو بھی دیکھنا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ price کی fixation کے حوالے سے بات ہو رہی تھی جس کے متعلق ہمارے فاضل ممبران نے بالکل درست بات کی ہے کہ اگر اس کی price کو بڑھانے کے لئے آگے بڑھتے ہیں تو اس کے نتیجے میں بڑی تعداد میں غریب غرباء خصوصاً شہروں کے لوگ پستے ہیں۔ دیہات کا غریب جس کو ہم کمی کمین کہتے ہیں وہ عزت میں ہمارے جیسا برابر ہوتا ہے لیکن وہ زمینداروں کے ہاں کام کرتا ہے تو فصل آنے پر سال کی گندم اکٹھی کر کے رکھ لیتا ہے جبکہ شہروں میں جو غریب، مزدور اور محنت کش لوگ بستے ہیں ان کے لئے بڑا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ جب آپ گندم کی support price بڑھاتے ہیں تو ساتھ آٹے کی price بھی بڑھ جاتی ہے اس لئے وہ بہت مشکل میں آ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ میں اس کو مکمل کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: اب ٹوٹل منٹ میرے پاس بیس ہیں تو میں کیا کروں گا کیونکہ ابھی wind up بھی ہونا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جس طرح ابھی بات ہو رہی تھی کہ ہم ہمسایہ ملک کی مثال دیتے ہیں۔ یہاں اس وقت ڈی اے پی کھاد کی قیمت فی بیگ چار ہزار روپے اور یوریا کھاد کی قیمت دو ہزار روپے پر پہنچی ہوئی ہے جبکہ انڈیا میں ڈی اے پی -/1400 روپے اور یوریا کھاد -/250 روپے میں مل رہی ہے لہذا اس کو check کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح وہاں ساڑھے بارہ ایکڑ رقبے کے مالک کو بجلی زرعی مقاصد کے لئے free دی جاتی ہے جس حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ ان چیزوں کو ہمیں دیکھنا چاہئے۔ میں یہ recommend کروں گا کہ inputs کو سستا کیا جائے، اگر یہ ممکن نہیں ہے اور کسان کو بھی آپ نے support کرنا ہے تو اس دفعہ گندم کی -/1400 روپے فی من support price مقرر کی جائے لیکن ایک mechanism ضرور develop کیا جائے کہ شہروں میں غریب مزدوروں کو اس سے effect نہ پڑے اور ان کی روٹی روزی چلتی رہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! بڑی مہربانی۔ جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ

جناب سپیکر: بہت short بات کرنی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ نے معزز ایوان میں اس بحث کا آغاز کروا کر ایک قوم کے سیوک کا کردار ادا کیا ہے جس کی میں آپ کو خصوصی طور پر مبارکباد دیتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میں آپ سب کو مبارکباد دیتا ہوں کیونکہ آپ نے ہی یہ کام کیا ہے۔ میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!

دِل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں

کاشتکار کا ایسا مظلوم طبقہ جس کو کہا جاتا ہے کہ یہ ریڑھ کی ہڈی ہے لیکن 92 فیصد لوگ پانچ ایکڑ سے کم رقبے کے مالک ہیں جو آدھ سے لے کر پانچ ایکڑ تک کے ہیں۔ زمین کا یہ ٹکڑا 92 فیصد لوگوں کو زندہ رہنے

دیتا ہے اور نہ مرنے دیتا ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ قیمتیں جتنی مرضی بڑھاتے جاؤ کیونکہ حکومت ایک سیڑھی کے ذریعے سے امدادی قیمت بڑھاتی ہے اور اوپر ایک اژدھا بیٹھا ہے جو سب کچھ نگل جاتا ہے۔ جیسے سانپ اور سیڑھی کا کھیل ہے کہ مہنگائی کا مافیا اور مہنگائی کا اژدھا سب کچھ نگل جاتا ہے۔ یہ صورتحال ہماری زرعی اجناس کی ہے جس کے بہت سارے عوامل ہیں لیکن میں دو چار منٹ میں اس کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ میرے بہت سارے معزز ممبران نے بھارت کا بھی حوالہ دیا کہ وہاں پر کھادیں بھی سستی ہیں اور بہت ساری سہولیات میسر ہیں جبکہ ہمارے ہاں ایسی سہولیات نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ میں اس میں کچھ تجاویز آپ کو دینا چاہوں گا کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ ہماری گندم کی پیداوار ہدف سے بہت کم ہے جس کی وجہ یہی ہے کہ دو main ingredient زمین اور پانی ہیں کیونکہ زمین بھی کاشتکار کے پاس کم ہے اور پانی کا کوئی ذکر ہی نہیں کرتا۔ پانی کا ذکر میں خصوصی طور پر بہت دفعہ کر چکا ہوں۔ ہمارے سرائیکی شاعر نے ایک نوحہ اس پر پڑھا ہے جس نے لکھا ہے کہ:

میں تسی میڈی روہی تسی، میکوں آکھ نہ پنج دریائی

یہ سرائیکی شاعر کا نوحہ ہے اور پنجابی بن کر یہ نوحہ میں پڑھ رہا ہوں کہ ہمارے حصے میں آئے ہوئے تین دریا جس میں چناب کو دریائے بیاس میں مکمل طور پر ڈالنے کی ہندوستان کی سازش تھی۔ ان کی ریاست کی ایک کورٹ اور اسمبلی میں بھی اسے پیش کیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تجویز دیں اور جلدی کریں۔ میں نے آگے بھی بڑھنا ہے کیونکہ صرف پندرہ منٹ رہ گئے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پانی کے بغیر آپ کاشتکاری یا گندم کو کیسے بڑھا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، کچھ نہیں ہو سکتا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس گندم کو پانی کے بغیر نہیں بڑھایا جا سکتا۔ کھادوں کی قیمتیں بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اس کے علاوہ میں research پر زور دینا چاہتا ہوں جس کے متعلق میں بے شمار مرتبہ یہ بات کر چکا ہوں کہ بیوروکریسی سے یہ research نکال کر زرعی یونیورسٹیوں کو سونپ دی جائے۔ آج ہندوستان کے اندر بھی لائل پور ماڈل کے نام سے زرعی یونیورسٹیاں اس research کو چلا رہی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہاں پر research بہتر ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ میرے خیال میں آپ کی ساری بات آ گئی ہے اور research میں ہی سب کچھ آ گیا ہے۔ ابھی دوسروں کو بھی بولنے کا موقع دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ٹائم extend کر دیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ایک دو منٹ آپ مجھے مزید دیں۔

جناب سپیکر: جی، time extend کرنے کی بات نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! Research میں سب کچھ نہیں ہے بلکہ ایگریکلچر کے structure کو بھی بہتر بنانا ہے کیونکہ ایگریکلچر میں ایک آفیسر سولہ، سترہ، اٹھارہ یا انیس سال سترہویں گریڈ میں ہی ریٹائر ہو جاتا ہے اس لئے brain drain کو ہم نے بچانا ہے۔ جب تک ہم research اور ایگریکلچر کے structure کو بہتر نہیں بنائیں گے تب تک ہم یہ خود کفالت حاصل نہیں کر سکتے۔ باقی قرضوں کی بات رہی تو میں آپ کو یہ بھی تقابلی جائزہ بتا دیتا ہوں کہ بھارت کے اندر اگر کاشتکار ایک لاکھ روپے قرض لیتا ہے تو واپس 75 ہزار روپے کرتا ہے اور 25 ہزار روپے کی اس کو معافی ہے جبکہ ہمارے ہاں قرضے کی منظوری تک عارضی قرضہ بنکوں کو دے دیتا ہے یعنی بنک مافیا اس سے وصول کرتا رہتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جناب فیضان خالد ورک! میرے خیال میں آپ روزانہ بولتے رہتے ہیں لہذا کسی اور کو موقع دے دیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں کیونکہ میں نے 8:00 بجے wind up کر دینا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ بولوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب فیضان خالد ورک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! گندم کی فصل کی بات سب لوگ کر رہے ہیں لیکن ہماری دھان کی فصل بھی ہوتی ہے اور زمیندار اس میں بھی محنت کرتے ہیں۔ آج کل کھاد اور ادویات کی جو position ہے اس حساب سے دیکھا جائے تو 2012 میں جب ہم لوگوں نے گندم کاشت کی تھی تو اس وقت ہمیں -/1700 سے -/1900 روپے تک یوریا کھاد ملی تھی اور ڈی اے پی -/3900 سے -/4100 روپے تک ملی تھی۔ ان دنوں single super phosphate جو تھی وہ -/900 سے -/1200 روپے تک تھی۔ اسی طرح Isoproton اور باقی pesticides کی تمام چیزیں ملا

کر ٹوٹل 24ہزار 300روپے فی ایکڑ ہم زمینداروں کے خرچ ہوتے تھے۔ جس طرح یہاں سب دوستوں نے زمیندار کی income کے حوالے سے بات کی ہے اس حساب سے average لگائیں تو تیس سے پینتیس من فی ایکڑ گندم بنتی ہے۔ اگر پچھلے سال والا ریٹ رہے تو میرا نہیں خیال کہ زمیندار کسی طریقے سے بھی خوشحال ہو سکے گا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب فیضان خالد ورک: میں چاہوں گا کہ آپ کھاد پر بھی بات کروائیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، سید عبدالعلیم صاحب بات کریں گے۔ ان کے بعد احمد خان صاحب اور رانجھا صاحب تیار رہیں۔ اس کے بعد میرے خیال میں کام ختم ہونے والا ہے۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! دو دن سے اس پر discussion ہو رہی ہے۔ ایگریکلچر شعبہ جس کو ہم اپنے ملک میں ریڑھ کی ہڈی قرار دیتے ہیں اس کے لئے میں نے 2002 میں بھی یہ قرارداد پیش کی تھی کہ جب تک ہم اس کو انڈسٹری declare نہیں کریں گے اُس وقت تک ایگریکلچر کے اندر کسی جگہ پر بھی بہتری محسوس نہیں کر سکیں گے۔ یہاں inputs and outputs پر بہت باتیں ہو چکی ہیں لیکن کسان کو گندم ہی نہیں بلکہ تمام فصلوں میں incentive ملنا چاہئے۔ میری submission یہ ہو گی کہ ایگریکلچر ڈویلپمنٹ بنک کو ہدایت کی جائے کہ وہ one window operation کے تحت چھ چھ مہینے کے لئے کسانوں کو جو قرض دیتا ہے اس کا interest ratio کم از کم 50 فیصد کم کیا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ گندم کو سٹور کرنے کے لئے ابھی تک پنجاب میں کسی جگہ پر بھی ان کے گودام پورے نہیں ہیں۔ میں وزیر موصوف سے آپ کی توسط سے گزارش کروں گا کہ یہ پرائیویٹ سیکٹر کو اس میں شامل کریں اور پرائیویٹ سیکٹر کے ساتھ مل کر پورے پنجاب میں گودام بنائے جائیں کیونکہ لاکھوں اور کروڑوں من گندم عارضی فٹ پاتھ کی وجہ سے اور بارشوں کی وجہ سے ضائع ہو جاتی ہے تو محکمہ اپنی ratio بتا دے کہ سالانہ کی بنیاد پر کتنی گندم ضائع کر رہے ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ یہاں پر انڈیا کا بہت ذکر کیا گیا۔ آخری بات ہے کیونکہ آپ گھڑی دیکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں بڑی دیر سے دیکھ رہا ہوں کیونکہ آپ کو میری مجبوری کا پتا نہیں ہے۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! انڈیا کے بارے میں بات کی گئی ہے تو ان کا جو پکا بیگھہ ہے وہ 23530 square feet کا ہوتا ہے جبکہ ہمارا تقریباً 20 ہزار something square feet کا ہوتا ہے۔ چھ ہزار square feet کا ہمارا اور انڈیا کا ایک ایکڑ کے اندر فرق ہے یعنی جو کہ دو کنال کا فرق نکلتا ہے۔ ہم جب انڈیا سے comparison کرتے ہیں کہ ہمارے کاشتکار کی فی ایکڑ پیداوار کم ہے، ہم ہمیشہ اپنے کاشتکار کو یہی کہتے ہیں۔ میں بھی ایک کاشتکار ہوں اور میں نے فی ایکڑ 72 من کی اوسط اپنے رقبے سے دی ہے، الحمد للہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ دوسروں کو بھی ٹی وی پر بیٹھ کر بتایا کریں ناں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! آپ سے عرض یہ کرنا چاہوں گا کہ جب ہم انڈیا سے comparison کرتے ہیں تو آج اس کے کاشتکار کو ڈی اے پی کھاد کا تھیلا -/520 روپے میں دیا جارہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ -/900 روپے ہے۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! -/520 روپے ہے۔ آج اگست 2013 کا rate میں بتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، میں آپ کو interrupt نہیں کرتا۔

سید عبدالعلیم: -/45 روپے ڈیزل ہے، یوریا کھاد کا دو ہزار something کا تھیلا ہے اور -/1300 روپے فی من گندم ہے۔ اگر اسے پاکستانی کرنسی سے multiply کریں تو 1.85 روپے کے حساب سے 2400/2600 روپے فی من گندم تقریباً بنتی ہے۔ اگر اس کا comparison کریں تو ہمارا کاشتکار انڈیا کے کاشتکار سے بہت اچھی کاشت دے رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کر سکتا ہے، آپ incentive دیں ناں۔ بس ٹھیک ہے آپ اس بات کو چھوڑیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! میں یہ بات اس لئے کر رہا ہوں کہ یہاں پر صحافی بھی بیٹھے ہیں تو کبھی بھی ہمیں depressing position میں اپنے کاشتکار کو نہیں لانا چاہئے۔ ہمارا agriculturist نامساعد حالات کے باوجود انڈیا سے بہتر production دے رہا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جناب محمد احمد خان صاحب!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ہماری طرف سے بھی کسی کو موقع دیں۔

جناب سپیکر: خواتین کا نام یہاں پر آخر میں ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں نے بھی اپنا نام دیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ کا نام نہیں ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں نے خود دیا تھا۔

جناب سپیکر: آپ کا گیارہواں نمبر ہے اور اس تک میں شاید نہ پہنچ پاؤں۔ آپ کی مہربانی کیونکہ آپ اکثر بات کرتی ہیں اس لئے آپ رہنے دیں۔

ملک محمد احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! وقت بہت مختصر ہے اس لئے سیدھی بات پر آتے ہیں کہ یہ جو گندم کا جھگڑا ہے یہ "خوشہ گندم سبب آدم" کہ حضرت آدم کا دنیا پر آنے کا سبب بھی خوشہ گندم تھا، انقلاب فرانس بھی گندم کا جھگڑا ہے، روس کا زار کیک اور گندم کے جھگڑے میں، علامہ اقبال بھی دہقاں کے ہر خوشے کو جلانے پر تیار، گندم کا جھگڑا جیسے اتنے important issue پر بات کرنے کے لئے آپ نے مہربانی کی اور وقت دیا۔ میں نے تجاویز کی ایک لسٹ بنائی ہے جو مختلف ممبران نے دی وہ 17/18 کے قریب تجاویز ہیں۔ incentives کے بغیر support price کے بغیر reduction ہو رہی ہے department ایک favour یہ کر دے اور یہ دیکھ لے کہ صوبہ پنجاب کے اندر کتنی reduction ہوئی ہے پچھلے دس سالوں کے اندر اور لوگ کتنے cash crops میں گئے؟ پہلے اس کی practical study سامنے آ جائے۔

جناب سپیکر! اس کے inputs پر Incentives دینا اور اس کی قیمت کو بڑھانا یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ اس general discussion کے نتائج جس کے precedents پہلے سے موجود ہیں تو کیا Rules آپ کو permit کریں گے general discussions کے principles اور سپیشل کمیٹی کی constitution کے لئے؟ اگر یہ معاملہ ایسے ہی رہے جیسے آج ہے تو جتنے ممبران نے یہ تجاویز دیں، آج یہ منسٹر صاحب اس پوزیشن میں نہیں ہوں گے کہ اپنے ہوم ورک کے ساتھ یہ بتا سکیں کہ پچھلے پانچ سال میں کتنا رقبہ growing میں سے reduce ہوا، کتنا increase ہوا اس کی inputs کے حوالے سے اور جو support price ہے وہ جس سال میں دی گئی کیا کوئی ایسی comparative study available ہے کہ جب support price دی گئی تو کیا اس کے بعد کوئی رکاوٹ آئی کہ لوگ گندم کی طرف سے کسی دوسری فصل کی طرف shift کر رہے ہیں؟ یہ چار بنیادی سوالات ہیں اب اگر آپ نے انڈیا کے ساتھ comparative study لینی ہے تو ان کا ایسا

organized mechanism available ہے کہ ہم ان کے نزدیک بھی نہیں ہیں۔ ریسرچ کی بات دور رہی، میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ جس rules کے تابع general discussion کو آپ allow کرتے ہیں۔ ہوتا کیا ہے یہ بحث وتکرار مفید ہے اور سود مند ہے جس کے نتائج نکلتے ہیں اور societies, communities and developments اسی communication کے نتیجے میں ہوتی ہیں۔ آپ اس rules کے اندر موجود ایک ایسا اختیار رکھتے ہیں جو کہ صرف جناب کا ہے اور میں میاں محمد رفیق صاحب کو endorse کرتا ہوں کہ this would be a right call for the saviour اور پنجاب کے سپیکر صاحب امید رکھتے ہیں، بہت سارے لوگ آپ کی طرف امیدیں لگا کر بیٹھے ہیں اور اس ایوان کا general consensus بھی ہو گا۔ جتنے لوگوں نے یہاں پر بات کی کہ یہاں پر ایک فضا ہے کہ آج گندم کی growth کے حوالے سے، گندم کی price کے حوالے سے اور جو گندم کے ساتھ باہر فیلڈ میں treatment ہو رہی ہے ایک sense of dissatisfaction ہے، جو پالیسیاں available ہیں تو آپ ایک کمیٹی constitute کر دیں جو professionals کے ساتھ، experts کے ساتھ تین چیزوں کا تعین کر دے۔ نمبر ایک کیسے روکیں گے کہ area further reduce نہ ہو، کیسے determine کریں گے کہ کون سی support price ہو جس سے کاشتکار بھی خوشحال ہو اور غریب عوام کے اوپر اس کا بوجھ بھی نہ پڑے اور کیسے آپ determine کریں گے کہ جو آپ agricultural research کو لے کر جانا چاہتے ہیں، کیا یونیورسٹیاں اس کی better field ہوں گی، کیا departments اپنے طور پر کچھ ایسے incentives لیں گے جن کے ذریعے وہ یہ تعین کر سکیں کہ agricultural research centres جو ہیں ضروری نہیں ہے کہ بہت بڑے حجم کے ساتھ ایک یونیورسٹی کا complex بنا کر آپ یہ agricultural research centre بنا سکتے ہیں؟ دنیا کے اندر اس کی مثالیں موجود ہیں۔ ارشاد احمد عارف صاحب کا میں آپ کے سامنے روزنامہ "جنگ" کا ایک کالم تاریخ مجھے یاد نہیں، رکھ دیتا ہوں اور میں منسٹر صاحب کو بھی دے دوں گا جو 1955 کے اندر ہمارا seed تھا اور جو ڈاکٹر صاحب نے آج بات کی کہ ہم hard گندم اگا رہے ہیں، پچھلے پچاس سال میں ہم اپنی گندم کی اس جنیاتی خاصیت سے دور جا چکے ہیں۔ آج پاکستان کی گندم کو وہ ratio and rating available نہیں ہے جو 1950 کی study میں تھی اور اس کے بعد آج تک کوئی study conduct نہیں کی گئی لیکن کچھ پرائیویٹ organizations یہ کام ضرور کر رہی ہیں۔ میری آپ سے

یہ استدعا ہو گی اور آپ سے یہ درخواست کرتے ہوئے ایک آدھ منٹ کے اندر اپنے آپ کو wind up کر دوں گا تا کہ reference to the context رہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں Rules خود پڑھ لوں گا آپ صرف نمبر بتا دیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں پورا پڑھ کر وقت ضائع نہیں کروں گا J-is the formation of Committees and Special Committee بنا سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ شکریہ

ملک محمد احمد خان: اور general discussion کے نتیجے میں آپ کی اجازت کے ساتھ میں متعلقہ منسٹر کے سامنے یہ سوال رکھ سکتا ہوں کہ اگر یہ ممبران جو کہ اس ایوان کے اندر پورے پنجاب سے منتخب ہو کر آئے ہیں تو اگر آپ انہیں یہ موقع دیں کہ یہ department کو کوئی ایسی guidance دیں تو پھر اس بحث وتکرار کا کوئی فائدہ ہو۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، میاں مناظر حسین رانجھا صاحب!

میاں مناظر حسین رانجھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب وقت بھی بہت کم ہے اور منسٹر صاحب اسے wind up بھی کریں گے تو پانچ پانچ منٹ سے زیادہ آپ کو وقت نہیں ملے گا۔ اجلاس کا وقت 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی آپ کو داد دینا چاہتا ہوں کہ آپ نے زمینداروں کے ایک اہم issue کو ذاتی طور پر توجہ دے کر اسمبلی کے فورم پر پیش کیا اور تین چار روز سے اس پر بحث چل رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کسان کے ساتھ ہمدردی، محبت اور پیار کا ایک گراں قدر نمونہ ہے جس پر میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

(اذانِ عشاء)

جناب سپیکر: جی، رانجھا صاحب!

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! آج جو عنوان یہاں زیر بحث ہے وہ گندم کی قیمت کے حوالے سے ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ گندم کی قیمت کو بڑھانا بہت ضروری ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آج کا زمیندار پرانے وقتوں کا زمیندار نہیں رہا۔ آج ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے، شعور کا زمانہ ہے، میڈیا کا

زمانہ ہے، پڑھے لکھے لوگ ہیں اور پڑھے لکھے زمینداروں نے زمیندارہ کو adopt as profession کر لیا ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم وہ فصل کاشت کریں جس سے ہمیں فائدہ حاصل ہو ہم وہ فصل کاشت نہ کریں جس سے ہمیں نقصان ہو۔ گندم پر اٹھنے والے اخراجات کا کوئی بھی غیر جانبدار شخص تجزیہ کرلے وہ یہی کہے گا کہ اس کے بے پناہ اخراجات ہیں اور profit بہت ہی کم ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے پنجاب کے زمینداروں کا بہت بڑا کارنامہ ہے اور ان کا بہت بڑا جہاد ہے کہ وہ اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر پاکستان کے اٹھارہ کروڑ عوام کے لئے خوراک کا بندوبست کر رہے ہیں۔ اگر آج پاکستان کے لوگوں کو گندم باہر سے منگوانا پڑے تو وہ ہماری موجودہ قیمت سے ڈبل قیمت پر منگوانا پڑے گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کا بہت بڑا کارنامہ ہے کہ وہ سخت حالات میں رہ کر بھی پاکستان کے لوگوں کو خوراک مہیا کر رہے ہیں۔ الحمدللہ ان کسانوں کی محنت کا نتیجہ ہے کہ آج پاکستان گندم کے معاملے میں خود کفیل ہو چکا ہے۔ یہاں پر ہندوستان کا حوالہ دیا گیا اور ہندوستان کے پنجاب کا حوالہ دیا گیا۔ میں یہ مانتا ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن وہاں پر جمہوریت کا تسلسل رہا ہے جس کی وجہ سے وہاں کی حکومتوں نے زمیندار کے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے، وہاں پر اچھی پالیسیاں بنائی ہیں اور زرعی امور میں ذاتی دلچسپی لی ہے جس کی وجہ سے ان کی پیداوار بہت زیادہ ہے۔ ہمارے پنجاب اور پاکستان کے کسان جن کو سہولتیں بھی اتنی مہیا نہیں کی گئیں اس کے باوجود ہمارا کسان ہندوستان کے کسان سے زیادہ محنتی ہے اور زیادہ پیداوار حاصل کر رہا ہے۔ اس نے بغیر سہولتوں کے اور اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر گندم کے معاملے میں پاکستان کو خود کفیل کرنے میں اپنا اہم کردار ادا کیا ہے۔ کل ہم گندم کے لئے کشکول لے کر باہر کے ملکوں میں جایا کرتے تھے لیکن اللہ کے فضل و کرم سے آج ہماری حکومتیں گندم کو export کر رہی ہیں اور فالتو گندم باہر کے ملکوں کو فروخت کر رہی ہیں۔ باہر سے جو گندم آتی ہے وہ ہمیں زیادہ قیمت میں پڑتی ہے اور گورنمنٹ کو سبسڈی دینا پڑتی ہے۔ اگر ہم اسی سبسڈی کا تھوڑا سا حصہ اپنے زمیندار کو دے دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ زمیندار خوشحال ہو سکتا ہے اور گندم کی پیداوار میں اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔ میں گندم کی خریداری کے حوالے سے کہنا چاہوں گا کہ گورنمنٹ گندم کا جو ریٹ مقرر کرتی ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کا ریٹ زمیندار کو ملتا ہے یا نہیں؟ ہم یہاں بیٹھ کر گندم کی قیمت بارہ سو روپے اور پندرہ سو روپے من مقرر کر دیتے ہیں لیکن اس کی کوئی تحقیق نہیں کرتا کہ ایک عام زمیندار کو جو چار، پانچ یا دس ایکڑ کا مالک ہے اس کو گندم کا ریٹ مل رہا ہے، نہیں مل رہا ہے یا اس کا فائدہ middleman اٹھا رہا ہے؟ ہمارے ہاں ایک سسٹم چلا ہوا ہے کہ جو purchasing centres بنے ہوئے ہیں وہاں پر ریونیو سٹاف کو ڈیوٹیاں

دی گئی ہیں۔ میں منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ اس سلسلے میں تھوڑا چیک فرمائیں کیونکہ آج ہمارے پٹواری صاحبان خود گندم کی خریداری کا کام کر رہے ہیں اور ایک middleman کی حیثیت سے لاکھوں کروڑوں روپے کا منافع کما رہے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر اس بات کو ensure کریں کہ آئندہ جو بھی Purchasing Centre ہو وہاں ریونیو سٹاف کے ساتھ ساتھ آپ کا جو لوکل ایم پی اے یا notable personality ہو اس کو بھی کمیٹی میں شامل کیا جائے۔ Purchasing centres پر زمینداروں کی کمیٹیاں ضرور بنتی ہیں لیکن ان میں ان لوگوں کے نام شامل ہوتے ہیں جو زمیندار نہیں ہوتے اور جن کا گندم کی فروخت یا خریداری سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ آپ مہربانی فرما کر اس بات کو ensure کریں۔

جناب سپیکر! جو وہاں پر middleman ہوتا ہے وہ اصل منافع کما رہا ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ گندم کا ریٹ اچھا مقرر کرتے ہیں، زمیندار گورنمنٹ کے سرکاری ریٹ پر خوش ہوتا ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو گورنمنٹ زمیندار کو فائدہ دیتی ہے کیا وہ اس کی دہلیز تک پہنچتا ہے؟ اگر وہ فائدہ درمیان کا بندہ اٹھا کر چلا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زمیندار کے ساتھ سراسر زیادتی ہے اور گورنمنٹ کو اس کا سدباب کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! میں آخری بات بیج کے حوالے سے کرنا چاہوں گا۔ خاص طور پر جو گندم کا بیج ہے، ہمارے وزیر زراعت یہاں بیٹھے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو ہمت دے، طاقت دے اور عزت دے۔ ہم بیج کے حوالے سے بہت پیچھے ہیں۔ گندم کے بیج کی کارکردگی زیادہ پیداوار دینے والی ہو۔ پاکستان کے اندر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں ریسرچ کر کے وہ بیج پیدا کروائیں۔ شاید آپ کو یاد ہو گا اور ہمارے تمام بھائیوں کو بھی یاد ہو گا کہ کسی زمانے میں امریکہ سے ایک میکورا گندم کا بیج آیا تھا۔ اس کی اس وقت کی پیداوار پچاس ساٹھ من فی ایکڑ تھی۔ اس زمانے میں جب وہ میکورا گندم آئی تھی پاکستان گندم کے معاملے میں خود کفیل ہو چکا تھا لیکن آج میری وزیر زراعت سے درخواست ہو گی کہ آپ مہربانی فرما کر ایگریکلچر یونیورسٹی فیصل آباد کو یہ کہیں کہ آپ ہر سال یا دو سال کے بعد کم از کم نیا بیج ضرور متعارف کروائیں جو ہماری مقامی آب و ہوا کے مطابق ہو تاکہ وہ بیماری سے بھی بچ سکے اور ہماری فصلیں بھی زیادہ ہو سکیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب رمیش سنگھ اروڑا!

جناب رمیش سنگھ اروڑا: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس پر بہت ساری باتیں ہو چکی ہیں۔ آج صبح آنے سے پہلے میں VC ایگریکلچر یونیورسٹی سے مل کر آیا ہوں۔ احمد خان صاحب نے ایک بات کی ہے کہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی constitute کر دی جائے کیونکہ ممبران بہت ساری inputs دینا چاہ رہے ہیں۔ Particular research کے حوالے سے بھی بار بار ایگریکلچر یونیورسٹی کا ذکر آ رہا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ بہت ساری ریسرچ ہو چکی ہے لیکن issue کہاں پر ہے؟ issue ہے اس کی implementation پر۔ جب تک اس ریسرچ کی implementation نہیں ہوتی، کیونکہ ہو یہ رہا ہے کہ یونیورسٹی کے جتنے بھی graduates ہیں وہ بے چارے thesis صرف اس لئے لکھتے ہیں کہ وہ thesis for the sake of thesis ہے۔ جب تک ہم اس ریسرچ کو on the ground practically نہیں کرتے اور اس سے رزلٹ نہیں لیتے ہم further research نہیں کر سکتے۔ Otherwise ہم یہاں بیٹھ کر وہی conventional tradition outdated ٹیکنالوجی چلتی آ رہی ہے وہی کرتے رہیں گے۔ اس سے کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو گا۔ یہاں پر بار بار انڈیا کا ذکر کیا جا رہا ہے ہم اگر ایک ایکڑ سے 35 من کی production لے رہے ہیں تو انڈیا ایک ایکڑ سے 56 من production لے رہا ہے۔ وہ prove کر چکا ہے کہ وہ ایک ایکڑ سے 90 من سے زیادہ پیداوار بھی دے سکتا ہے اس لئے ہمیں اس پر کام کرنا چاہئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کون سی innovated technology ہے جب ہم particularly cultivation پر جاتے ہیں تو ہمیں دیکھنا ہے کہ کیا ہم نے چھٹے والے سسٹم پر جانا ہے یا drill کی طرف جانا ہے؟ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ آپ ایک کمیٹی constitute کر دیجئے وہ آپ کر سکتے ہیں۔ اس کمیٹی میں ہم سب بیٹھ کر اپنی input دیں کہ ہم نے support price کیا رکھنی ہے اور کون سی ٹیکنالوجی کو introduce کرانا ہے؟ تاکہ جب دوبارہ اجلاس ہو تو آپ کے سامنے concrete working آ سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جن کا کام ہے انہی کے سپرد کرتے ہیں۔ جناب احمد شاہ کھگہ!

جناب احمد شاہ کھگہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں گندم کے حوالے سے یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ ہماری زمین سونا اگلتی ہے۔ گندم ہماری زندگی کا اہم جزہے۔ عام آدمی سے لے کر صدر پاکستان تک یہ برابر ہماری زندگی کا حصہ ہے۔ اگر کپاس میں کوئی اونچ نیچ ہو جائے مثلاً ایک سوٹ ساڑھے چار سو روپے کا ملتا ہے آدمی پہن لیتا ہے اور ایک آدمی دس ہزار روپے کا پہنتا ہے تو ان کا گزارہ ہو جاتا ہے۔ اسی

طرح چاول پچاس روپے فی کلو ملتے ہیں اور ڈیڑھ سو روپے فی کلو بھی قیمت ہے وہ بھی آدمی کھا کر گزارہ کر لیتا ہے۔ان میں اونچ نیچ ہو سکتی ہے لیکن گندم میں نہیں ہو سکتی یہ سب کے لئے اہم جُز ہے۔

جناب سپیکر!اس میں میری تجویز یہ ہے کہ آج سے 30/25 سال پہلے یہی زمین تھی اور یہی گندم تھی جب عام کسان اور زمیندار گندم کاشت کرتا تھا تو اس سے وہ اپنے گھر کے لئے سالانہ اناج سٹور کرتا تھا اور فصل کو کاٹنے والے مزدور بھی مٹی سے بڑولیاں بنا کر اپنا سالانہ اناج سٹور کرتے تھے۔اس وقت فی ایکڑ پیداوار کی ratio جو تھی 15 سے 20 من تھی لیکن اس وقت تحمل اور صبر تھا۔جب گاؤں میں کسی وقت کسی شخص کے پاس گندم ختم ہو جاتی تھی تو ہمسائے کے پاس جاتا تھا اور وہ اسے گندم دے دیتا تھا اور کہتا تھا کہ گندم لے لو جب تمہاری گندم آئے تو مجھے گندم دے دینا۔اسی طرح اس کے پاس stock موجود رہتا تھا۔اب ہم نے ترقی کی ہے اور ہماری فی ایکڑ پیداوار 15 سے 72 من تک پہنچ چکی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اس وقت وہ گندم وہاں اٹھ کر ہمارے گوداموں اور بڑولیوں میں آ جاتی تھی۔آج ہم بے شک پیداوار 50 من فی ایکڑ گندم لے رہے ہیں لیکن وہ گندم باہر سے فروخت کر دیتے ہیں۔ہمارے گودام اور ہماری بڑولیاں آج رو رہی ہیں اور وہی مہنگائی ہے۔اس میں میری رائے یہ ہے کہ اس اہم جز کو ہمیں دیکھنا ہے کہ اس گندم پر لاگت کتنی ہے اور آمدن کتنی ہے؟اگر ہم گندم کا ریٹ -/2000 روپے بھی کر دیں تو اس سے گزارہ نہیں ہو گا۔ہم پٹرول 4 روپے بڑھاتے ہیں تو پورے ملک میں ہل چل مچ جاتی ہے۔اسی طرح گندم ایسی چیز ہے کہ جب بھی اس کا ریٹ بڑھائیں گے تو ملک میں بھونچال آ جاتا ہے۔میری اس میں رائے یہ ہے کہ گندم کی قیمت -/2000 روپے کی بجائے نیچے -/400 سے -/500 روپے فی من تک آنی چاہئے۔اس کا متبادل یہ ہے کہ جہاں بہت سارے اچھے کام ہو رہے ہیں تو کم از کم اس گندم کی input چیزیں جن میں بیج، کھاد، ڈیزل، بجلی، پانی اور سپرے وغیرہ کو صرف اس فصل کے لئے subsidies کیا جائے، ان کو اس آمدن کے مطابق لایا جائے جس کے تحت پورے ملک کے غریب اور امیر کو گندم -/400 یا -/500 روپے فی من تک ملے۔اس میں زمیندار کو صرف یہ فائدہ ہے کہ اس کی توڑی بچتی ہے اور اس کو اپنے گھر کے کھانے کے دانے ملتے ہیں۔اس وقت بھی یہی حال ہے اور اس میں profit نہیں ہے۔اگر ہمیں حکومت سبسڈی کے ذریعے یہی چیزیں فراہم کرے اور وہ ایریا جو گندم کا ہے صرف اس پر خرچہ برداشت کرے کیونکہ زمیندار کو وہی بچنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: دونوں کی بات کریں، گندم کے ساتھ چاول کی بھی بات کریں۔ایسے نہ کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں تو ایک مثال دے رہا ہوں۔ میں نے تو بتایا ہے کہ چاول 60 روپے سے بھی کھایا جاسکتا ہے لیکن گندم کا ریٹ وہی ہے جس نے بھی کھانی ہے۔ یہ زندگی کی بڑی اہم ضرورت ہے۔ اس میں میری رائے یہ ہوگی کہ جس علاقے میں گندم کاشت ہوتی ہے وہاں تمام زمینداروں کو گندم کی input اشیاء پر رعایت دی جائے لیکن ان کی قیمت بڑھے گی تو گندم کی قیمت بھی بڑھ جائے گی جس کا تعلق عام مزدور، بھکاری سے لے کر صدر پاکستان تک ہے۔ بہت سارے ساتھیوں نے ابھی باتیں کرنی ہیں تو بہتر رائے یہ ہے کہ ایک کمیٹی بنائی جائے اور اس کا کوئی فوری حل نکالا جائے۔ جہاں پر میاں صاحب نے بہت سارے اچھے کام کئے ہیں وہاں پر یہ کریڈٹ بھی لینا چاہئے اور یہ کام رکنا نہیں چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ۔ جی، الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب! جلدی جلدی ایک منٹ میں آپ اپنی بات ختم کریں۔ پندرہ منٹ وقت بڑھایا جاتا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جب گندم کی قیمت بڑھتی ہے تو خریدار روتا ہے اور کم ہوتی ہے تو کاشتکار روتا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ گندم جس چیز سے اگائی جاتی ہے اللہ نے پانی کو ساری چیزوں کے لئے بنیاد بنایا ہے، پانی کو سستا کیا جائے اور پانی کو سٹور کیا جائے۔ جیسے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ کالا باغ ڈیم بن جائے تو پانی بھی محفوظ ہوگا، بجلی بھی بنے گی اور جب بجلی سستی ہوگی تو ساری فصلیں سستی ہوں گی۔ ہمیں اس پر خوش نہیں ہونا چاہئے کہ 1400/- روپے فی من گندم کردیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ دونوں کو مل کر ایک دفعہ کراچی جانا چاہئے۔ جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں تو بارہا تجویز دے چکا ہوں کہ ہمیں کراچی بھی بھیجیں اور ادھر KPK میں بھی بھیجیں۔ ہم علماء ان کو متفق کریں کہ کالا باغ ڈیم بنانے دو تو انشاء اللہ ساری بیماریاں ختم ہو جائیں گی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت صاحب wind up کریں۔

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں کا آپ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ گندم جو کہ staple food ہے اس حوالے سے آپ نے بحث کروائی ہے اور آج دوسرا دن ہے۔ یہاں پر ٹریژری اور اپوزیشن بنچوں سے بڑی کھل کر بحث ہوئی۔

جناب سپیکر: کچھ صاحبان رہ گئے ہیں میں آج ان سے معذرت خواہ ہوں۔ جن صاحبان کے نام نہیں آ سکے میں آئندہ آپ کا خیال رکھوں گا لیکن اب مہربانی فرمائیں کیونکہ ٹائم کافی ہو چکا ہے۔ میں نے منسٹر صاحب کو floor دے دیا ہے اور وہ wind up کریں گے۔ بہت شکریہ

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کر رہا تھا کہ یہ ایک unique موقع ہے۔ اس ایوان میں غالباً مجھے تو یاد نہیں آتا شاید پہلی دفعہ بحث ہوئی ہے اور آپ نے گندم پر اتنی کھل کر بات کروائی ہے۔ اس حوالے سے دھرتی کا ان داتا جو کسان ہے اس کے مسائل highlight ہوئے ہیں اور اس ایوان نے کسانوں کی نمائندگی کا آج ایک بھرپور طریقے سے حق ادا کیا ہے۔ اس کے لئے میں دونوں side کے معزز ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اللہ کرے کہ یہ سارے آپ کو مبارکباد دیں۔ آپ کوئی ایسا کام کر دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ۔ باقی آج اس پر بڑی سیر حاصل گفتگو ہوئی ہے، اس میں inputs کا ذکر بھی آیا، اس میں پانی کی کمی کا بھی ذکر آیا، بجلی کی قیمتوں کا بھی ذکر آیا، اس میں ٹیوب ویل کا بھی ذکر آیا اور گندم کے حوالے سے کسانوں کے مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں ریسرچ پر بڑی بات ہوئی ہے۔ آپ کو اچھی طرح یاد ہو گا کہ یہ 7 اور 8 من سے لے کر 30 من تک average ہوئی ہے تو یہ ہمارے ریسرچ سنٹروں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ہمارے seed کے نئے بیجوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان میں improvement کی گنجائش نہیں ہے ابھی improvement کی بہت گنجائش ہے لیکن انہی ریسرچ سنٹروں، انہی یونیورسٹیوں اور انہی اداروں کی وجہ سے آج ہم 30 من پیداوار تک لے رہے ہیں اور انشاء اللہ اس سے بھی آگے لے جائیں گے۔ یہاں پر laser level کی بات ہوئی اس پر ہمارا ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ 50 فیصد سبسڈی دے رہا ہے۔ ہم نے اس سال بھی 4.5 ارب روپیہ اس سلسلے میں رکھا ہے جو کہ laser barb irrigation and levelling کے لئے دیا جائے گا۔ ٹیوب ویل کے فلیٹ ریٹ کی بات ہوئی ہے تو یہ ابھی بات premature ہے اور میں ایوان میں کر نہیں سکتا۔ وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے کسانوں کے وفد کے ساتھ ملاقات کر کے باقاعدہ ہوم ورک کر کے اس پر ایک طریق کار طے کر لیا ہے، ابھی صرف announcement کی گنجائش ہے اور announcement ہونا باقی ہے۔ اس کے بعد یہ پنجاب کے کھیت اور یہ لہلہاتی ہوئی فصلیں میاں محمد شہباز شریف کو ہمیشہ کے لئے یاد رکھیں گی اور میرا دعویٰ ہے

کہ انشاء اللہ وہ ایک تاریخی اعلان ہوگا اور جہاں تک آج کا موضوع ہے کہ گندم کی قیمت کے تعین کی بات ہے تو یہ آپ کے اچھی طرح علم میں ہے کہ یہ فوڈ سکیورٹی اور ریسرچ منسٹری فیڈرل گورنمنٹ کا ادارہ ہے یہ ادارہ سارے صوبوں سے proposals invite کرتا ہے اور سارے صوبوں نے اپنی proposals دینی ہوتی ہیں۔اس میں cost of production کو مدنظر رکھتے ہوئے، import parity price and export parity price اور اس کے علاوہ ملک میں present stock کو مدنظر رکھتے ہوئے اور ساری تجاویز سامنے رکھ کر گندم کی سپورٹ پرائس وہاں طے کی جاتی ہے۔ اس ایوان میں دونوں side سے معزز ممبران نے جو تجاویز دی ہیں ہم نے ساری note کی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کی ساری تجاویز شامل کر کے فیڈرل گورنمنٹ کو پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے ایک بھرپور قسم کی سفارش کی جائے گی اور پنجاب کے کسان کی بھرپور نمائندگی کی جائے گی۔یہاں پر میرے ایک دو معزز ممبران کی طرف سے جو کمیٹی بنانے کی تجویز آئی ہے میں اس کو بھی welcome کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ آپ پر منحصر ہے کہ اگر آپ بنانا چاہیں تو ایک کمیٹی بھی بنا سکتے ہیں جو کہ اپنی تجاویز دے گی اور ہم ان تجاویز کو بھی شامل کر کے فیڈرل گورنمنٹ کے آگے پنجاب حکومت کا مقدمہ اور پنجاب کے کسان کا مقدمہ انشاء اللہ بھرپور طریقے سے لڑیں گے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال لیسین): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔سب سے پہلے میں آپ کو اور اس ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ یہاں پر ایک important issue پر open debate ہوئی اور میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ support price کے حوالے سے شاید اس طرح پہلے open debate House میں نہ ہوئی ہو۔آپ اور یہاں پر ہمارے جتنے فاضل ممبران ہیں وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔جتنی بھی یہاں پر discussion کی گئی، ہمارے قائد حزب اختلاف نے بھی Friday کو اس پر بات کی اور جتنے بھی ہمارے دوسرے پارلیمانی لیڈران ہیں انہوں نے بھی بات کی اور یہاں پر مختلف آراء آئی ہیں، جو ہمارے کاشتکار ہیں ان کی طرف سے بھی کہا گیا کہ ان کا بچہ جب چلنا سیکھتا ہے تو وہ سیدھا اپنے کھیتوں میں جاتا ہے اور اپنے حصہ کے کام کو نبھانے کی کوشش کرتا ہے، ان کا جو بزرگ ہے وہ عمر کے اس حصے میں ہوتا ہے جس میں اس کو آرام چاہئے ہوتا ہے مگر وہ بھی جب تک چل سکتا ہے کھیتوں میں جاتا ہے اور صرف پنجاب کے لئے نہیں پاکستان کے لئے

فصل کی بوائی کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ہمیں اُس عوام کا بھی خیال کرنا ہوتا ہے جو ہمارے کاشتکار بھائی موسم کی شدت کے باوجود محنت کرتے ہیں۔ گرمی، سردی، برسات کے باوجود ہمارے لئے فصل بوتے ہیں اور دوسری طرف ہمیں اُس عوام کا بھی خیال کرنا ہے جن پر اگر تھوڑی سی بھی wheat price بڑھے تو آٹے کا تھیلا بم بن کر گرتا ہے۔ ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے parallel دونوں چیزوں کو دیکھنا ہوتا ہے۔ایک طرف انہوں نے wheat support price fix کرنی ہوتی ہے اور دوسری طرف اگر گندم کی wheat support price بڑھے گی تو ہمارے پاس اس کا کوئی دوسرا solution نہیں ہے کہ آٹے کی قیمت بھی بڑھے گی۔ ہمارے ایوان سے جو مختلف آراء آئی ہیں، جن پر ہمارے ممبران نے serious concern show کیا ہے اس کو ہم نے note کیا ہے جس طرح input کم کرنے کی بات کی گئی ہے اس کو بھی ہم seriously consider کریں گے۔یہاں پر بیج،ڈیزل، بجلی، کیڑے مار ادویات اور ٹریکٹر کی depreciation کی بات کی گئی ہے ان سب کو ہم نے consider کرنا ہے۔ جس طرح آپ نے کہا تھا کہ پڑوسی ملک کا visit کیا جائے اور وہاں پر ان کی جو expertise ہے اس کو بھی ہمیں consider کرنا ہے،اس کے علاوہ ہمارے ایوان میں یہاں پر بات ہوئی ہے کہ جو ہمارے کاشتکار بھائی ہیں ان کی سپیشل کمیٹی constitute کی جائے اس کو بھی ہم نے consider کرنا ہے اس کے علاوہ سبسڈی کی بات ہوئی ہے،middleman کا جو کردار ہے اس پر یہاں پر بہت زیادہ بات ہوئی ہے۔یہ ساری چیزیں ہم نے note کی ہیں تو میں آپ کو کم از کم یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ آنے والے سال میں جو ہماری support price بنے گی وہ اس ایوان کی discussion کے مطابق اور اس ایوان سے جو آراء آئیں گی ان کے عین مطابق بنے گی اور اس سے بھی ہمارا concern show ہوتا ہے۔ جس طرح میں پہلے بھی آپ کو کہہ چکا ہوں کہ اس ایوان میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ہم نے wheat support price پر open debate کروائی ہے تو کسی صورت یہ ہماری priority کو reflect کرتی ہے۔ ہمیں پتا ہے کہ ہم نے کاشتکار کو اور ساتھ ہی ساتھ دوسری طرف جو اس کا consumer ہے دونوں کا interest watch کرنا ہے اور گورنمنٹ جب اپنی support price declare کرے گی تو یہاں پر ایوان میں جو debate ہوئی ہے،اس ایوان سے جو قیمتی آراء آئی ہیں انشاء اللہ اس کی روشنی میں declare کرے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ میں اور دونوں منسٹر صاحبان ایک دو دن بعد بیٹھیں گے اور اس معاملہ کو دیکھ کر اس پر کمیٹی بنائیں گے۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(29)/2013/936. Dated: ***3rd September, 2013.*** The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Muhammad Sarwar,** Governor of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with effect from 02.09.2013 after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the
2nd September, 2013

MUHAMMAD SARWAR
GOVERNOR OF THE PUNJAB"